عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

قیمت ۱۰ روپے

جلد: ۲۷ | ۲۳ تا ۳۰/شوال ۱۴۲۹ھ مطابق ۲۳ تا ۳۱/اکتوبر ۲۰۰۸ء | شمارہ: ۴۰

قادیانی نظریات

ملا علی قاریؒ کی عدالت میں

قادیانیت سے ہوشیار باش

مولانا لال حسین اخترؒ

کے خودنوشت حالات

فتنۂ قادیانیت کا تعاقب

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

Email: editorkn@yahoo.com

اخبارات ورسائل میں مقدس آیات واحادیث

ایک قاریہ، اسلام آباد

س:...... میں نے انتہائی ضروری موضوع پر قلم اٹھایا ہے اور میرا سوال یہ ہے بلکہ ایک مسئلہ ہے کہ اخبارات میں جو پہلے صفحے پر قرآنی آیت چھپتی ہے، اس کے بارے میں کئی مرتبہ ''آپ کے مسائل اور ان کا حل'' میں پڑھا ہے کہ یہ آیت کا ترجمہ خدمتِ خلق کے لئے چھاپا جاتا ہے اور اس کی حفاظت سراسر قاری کی ذمہ داری ہے، چلیں یہاں تک تو ٹھیک ہے لیکن اخبار کے اندر بھی بے شمار مقدس نام لکھے ہوئے ہیں، اس کے علاوہ انتقال پُرملال کا اعلان بھی اکثر ایک قرآنی آیت سے کیا جاتا ہے، دیگر بھی اس طرح کے مواقع جس طرح حج کے موقع پر عید میلادالنبی، محرم الحرام کے ایڈیشن اور دیگر بھی اسی طرح کے مواقع پر اکثر مقدس نام، مقدس مقامات کے نام اور قرآنی آیات کے حوالے سے اعلانات ہوتے ہیں، اگر ایک قاری باریک بینی سے ان ناموں کو اور حروفِ مقدسہ کو چھانٹنا شروع کرے تو یہ عمل اس کے لئے ناممکن ہے، کیونکہ یہ میرا ذاتی تجربہ ہے ایک مرتبہ میں نے ایسا کرنے کی کوشش کی تو کئی روز کی شب وروز محنت کے بعد بھی چند ہی اخبارات کو میں صاف کرسکی تو پھر اس کا کیا حل ہے؟ کیونکہ آپ ایک عالم دین ہیں اور حالات اور ماحول کو دیکھتے ہوئے آپ ایک بہترین فیصلہ دینے کی پوزیشن میں ہیں، اور آپ کا فیصلہ ہر شخص کے لئے قابلِ قبول ہوگا اور قابلِ عمل بھی ہوگا، کیونکہ میرے پاس اخبارات کا ڈھیر جمع ہوچکا ہے اور میری سمجھ میں نہیں آتا کہ میں کس طرح ان میں سے ایک ایک مقدس حرف چنوں؟ میری آپ سے درخواست ہے کہ ایک معتدل سا راستہ بتادیں، جس پر چل کر مجھ سمیت تمام وہ لوگ جو اخبارات میں سے حروفِ مقدسہ کی حفاظت کے بارے میں گومگو کا شکار ہیں، ان کو ایک قابلِ قبول حل ملے، کیونکہ گزشتہ جوابات کے مطابق تو یہ سراسر ذمہ داری قاری کی بتائی گئی جو کہ میرے خیال میں نامناسب ہے کیونکہ آیت کا ترجمہ تو ہر کوئی کاٹ سکتا ہے اور اس کو بحفاظت ٹھکانے لگاسکتا ہے لیکن دیگر حروف کی حفاظت تو ایک ناممکن امر ہے، براہ مہربانی اس پر غور کیجئے اور جلد از جلد جواب دینے کی کوشش کیجئے تاکہ دیگر لوگ بھی اس سے مستفید ہوسکیں۔

مولانا سعید احمد جلال پوری

ج:...... میری بہن! انسان کو اس بات کا مکلف بنایا گیا ہے جو اس کے اختیار میں ہو، اس لئے اخبار میں ایسی موٹی موٹی باتیں یا آیات شریفہ جو بظاہر نظر آجائیں ان کا تحفظ کرنا چاہئے اس کے علاوہ خوردبین لے کر اگر اخبار کی چھانٹی کرنا شروع کریں تو کہیں نہ کہیں کوئی مقدس حرف نظر آجائے گا، کیونکہ اردو کے حروف تہجی بھی سوائے چند ایک کے تقریباً وہی ہیں جو قرآن کریم کے ہیں اس لئے اس زاویہ سے دیکھا جائے تو سارا اخبار ہی مقدس قرار پائے گا۔

بہرحال اسلامی صفحات، قرآنی آیات کے ترجمے یا اسلامی ایڈیشن یا جہاں کہیں کسی اعلان میں قرآنی آیت یا اس کا ترجمہ نمایاں نظر آجائے اس کو محفوظ کرلیا جائے اس سے زیادہ کی ٹوہ میں نہیں لگنا چاہئے اگر کوئی مسلمان اتنا بھی کرے گا تو انشاء اللہ وبال سے بچ جائے گا۔

☆☆............☆☆

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

مجلس

مجلسِ ادارت

مولانا سعید احمد جلالپوری — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد

علامہ احمد میاں حمادی — مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری — مولانا قاضی احسان احمد

جلد: ۲۷ — ۲۴ تا ۳۰/شوال المکرم ۱۴۲۹ھ مطابق ۲۴ تا ۳۱/اکتوبر ۲۰۰۸ء — شمارہ: ۴۰

اس شمارے میں!

قادیانیت سے ہوشیار باش!	۵	مولانا سعید احمد جلال پوری
قادیانی نظریات... ہائی کورٹ کی عدالت میں	۸	مولانا محمد یوسف لدھیانوی
ایک نظر ادھر.....	۱۱	فیاض حسن سجاد، کوئٹہ
مولانا لال حسین اختر کے خود نوشت حالات	۱۳	مرسلہ: ابوفضیل احمد خان
فتنۂ قادیانیت کا تعاقب	۱۵	مولانا سید محمد شاہد سہارنپوری
اللہ کے راستے میں جانے والی جماعتوں کو ہدایات (۲)	۱۹	مولانا محمد طلحہ کاندھلوی مدظلہ
خبروں پر ایک نظر	۲۴	ادارہ
عذابِ قبر کی تشریح	۲۶	مفتی عبدالقیوم دین پوری

سرپرست

حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا اللہ وسایا

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

کمپوزنگ

محمد فیصل عرفان خان

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ

محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ

فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ

مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ

زرِ تعاون بیرونِ ملک

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر

زرِ تعاون اندرونِ ملک

فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۴۵۰ روپے

چیک - ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت، اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور اکاؤنٹ نمبر 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ کراچی پاکستان ارسال کریں۔

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۲۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat(Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:2780337, 4234476 Fax:2780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۴۵۱۴۱۲۲-۴۵۸۳۴۸۶، فیکس: ۴۵۴۲۲۷۷
Hazori Bagh Road Multan
Ph:4583486-4514122 Fax:4542277

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — طابع: سید شاہد حسین — مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

درسِ حدیث

دنیا سے بے رغبتی

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

۲:...اہلِ دُنیا، مال دار اور غنی اس شخص کو سمجھتے ہیں جس کے پاس مال و دولت کی فراوانی ہو، جتنی دولت کسی کے پاس زیادہ ہو وہ اتنا ہی بڑا مال دار سمجھا جاتا ہے، لیکن اگر بنظرِ بصیرت دیکھا جائے تو مال و دولت سے آدمی غنی نہیں ہوتا بلکہ زیادہ محتاج ہوتا ہے، جو شخص جتنا زیادہ مال دار ہے اتنا ہی زیادہ فقیر ہے، بقول سعدیؒ: ”آنانکہ غنی تراند محتاج تراند“

وجہ اس کی یہ ہے کہ ”غنی“ وہ شخص کہلاتا ہے جو مستغنی ہو، اور اس کو کسی کی احتیاج نہ ہو، اور ”فقیر“ محتاج کو کہتے ہیں۔ اب دُنیا دار لوگ جتنے زیادہ مال دار ہوتے جائیں گے اسی قدر ان کی محتاجی اور ضرورت بھی بڑھتی جائے گی، مثلاً: غریب آدمی کو دس روپے کی ضرورت ہوگی تو سیٹھ صاحب کو دس لاکھ کی ضرورت ہے، غریب آدمی دس روپے کا محتاج ہے تو یہ بے چارہ دس لاکھ کا محتاج ہے۔ تو جتنا مال بڑھے گا اتنا ہی ضروریات بڑھیں گی اور اسی قدر فقر (حاجت مندی) میں اضافہ ہوتا جائے گا، اس سے ثابت ہوا کہ جن لوگوں نے مال و دولت کا کوڑا جمع کر رکھا ہے اور اپنا دین بھی اسی میں غارت کر دیا ہے ان کو ”غنی“ کہنا غلط ہے، وہ بے چارے تو ضرورت مند ہیں محتاج ہیں، فقیر ہیں۔ سوال ہوگا کہ پھر غنی کون ہے؟ اس کے جواب میں کہا جائے گا: سیر چشم! اس کو ایک مثال سے سمجھئے۔

جس آدمی کو کھانے کی احتیاج ہو وہ ”بھوکا“ ہے اور جس شخص کی یہ حاجت پوری ہو جائے اور اس کا پیٹ بھر جائے وہ ”سیر شکم“ کہلاتا ہے، ایسے آدمی کو آپ اصرار کے ساتھ اچھی سے اچھی اور لذیذ سے لذیذ غذا بھی کھلانا چاہیں تو اس کی طبیعت اس کو قبول نہیں کرے گی، اس کا جواب یہی ہوگا کہ میرے پیٹ میں گنجائش نہیں ہے، تو ”سیر شکم“ آدمی وہ ہے جس کے پیٹ میں مزید گنجائش نہ رہے اور اسے کھانے کی اِشتہا اور بھوک نہ رہے، بلکہ ایک خاص درجے میں کھانے سے نفرت ہو جائے۔

ٹھیک اسی طرح غنی وہ ”سیر چشم“ ہے کہ مال و دولت سے اس کا پیٹ بھر جائے، جتنا اللہ تعالیٰ نے اس کو دے دیا ہے وہ اس پر قانع ہو جائے، بلکہ زائد از ضرورت مال حاصل کرنے سے اسے ایک گونہ نفرت ہو جائے۔ اسی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مال و دولت وغیرہ کا جتنا حصہ تم کو دے دیا ہے اس پر راضی ہو جاؤ، سب سے بڑے غنی بن جاؤ گے۔ یہ ہے مال دار بننے کا وہ نسخۂ کیمیا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا۔

صاحب مرقاۃ نے حضرت الشیخ ابوالحسن شاذلی رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ کسی نے آپ سے کیمیائی نسخہ پوچھا تو فرمایا: بس دو باتیں، ایک یہ کہ مخلوق سے اپنی نظر ہٹالو، اور دُوسری یہ کہ اللہ تعالیٰ سے یہ طمع ختم کرلو کہ جتنا کچھ وہ تمہارے حصے میں لکھ چکا ہے اس کے علاوہ بھی تمہیں کچھ دے گا۔

اور حضرت پیرانِ پیر شاہ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کا ارشاد نقل کیا ہے:

> ”یقین رکھو کہ تمہارا مقسوم بغیر طلب کے بھی تمہیں مل کر رہے گا، اور جو کچھ تمہاری قسمت میں نہیں وہ تمہاری حرص اور جدوجہد کے بعد بھی نہیں ملے گا، اس لئے صبر کو لازم پکڑو اور قناعت کا شیوہ اختیار کرو، تاکہ ربِّ ذوالجلال تم سے راضی ہو جائے۔“

ایک حدیث میں آتا ہے کہ جو شخص تھوڑے رزق پر اللہ تعالیٰ سے راضی ہو جاتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے تھوڑے سے عمل سے راضی ہو جاتے ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ غنی بننے کا نسخہ قناعت ہے کہ جتنا کچھ اللہ تعالیٰ نے عطا کر رکھا ہے اس سے آدمی کی نیت بھر جائے اور دُنیا سمیٹنے کی حرص اس کے دل سے نکل جائے۔ جب تک یہ دولت میسر نہ ہو تب تک ہزار قسم کے ساز و سامان کے باوجود بھی آدمی فقیر ہے۔

۳:...تیسری نصیحت یہ فرمائی کہ ہمسائے کے ساتھ حسنِ سلوک کرو، موٴمن ہو جاؤ گے۔ ہمسائے کے ساتھ حسنِ سلوک کی بہت ہی تاکید ہے، اس کی خاص وجہ یہ ہے کہ ہمسائے میں رہتے ہوئے کوئی نہ کوئی ناگوار بات آدمی کو پیش آتی ہی رہتی ہے، اور پھر ہمسائے کے بہت سے نجی حالات اور گھریلو معاملات آدمی کو معلوم ہوتے ہیں، اس لئے بہت ہی کم لوگ ایسے ہوتے ہیں جو ہمسائیگی کے حقوق صحیح طور پر بجا لائیں، ورنہ اکثر لڑائی جھگڑا اکھڑا رہتا ہے۔

علماء فرماتے ہیں کہ اگر نیکی کا بدلہ نیکی کے ساتھ دیا جائے تو یہ صرف مکافات ہے، اور اگر نیکی کا بدلہ بُرائی کے ساتھ دیا جائے تو یہ کمینہ پن ہے، اور اگر بُرائی کا بدلہ بھلائی کے ساتھ دیا جائے تو یہ احسان ہے۔ اور حدیث پاک میں اسی احسان کا حکم دیا گیا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: تم لوگوں کی غلط ریس کرنے والے نہ بنو کہ تم یوں کہنے لگو کہ: ”اگر لوگ ہم سے بھلائی کریں گے تو ہم بھی ان سے بھلائی کریں گے، اور اگر وہ ہم سے بُرائی کے ساتھ پیش آئیں گے تو ہم بھی یہی کریں گے“ نہیں! بلکہ اگر تم سے دُوسرے لوگ بُرائی کریں تو تم ان سے بھلائی کرو۔

ہمسائے کے ساتھ حسنِ سلوک میں بہت سی باتیں شامل ہیں، جن کی تفصیل کا یہ موقع نہیں، ان کا خلاصہ یہ ہے کہ اس کے حقوق پورے بجا لائے، اس کی ایذاؤں پر صبر کرے اور اس کی بھلائی اور خیر خواہی میں بھی کوتاہی نہ کرے۔

۴:...چوتھی نصیحت یہ فرمائی کہ تم دُوسروں کے لئے وہی پسند کرو جو اپنے لئے پسند کرتے ہو، مسلمان ہو جاؤ گے۔ گویا ایک سچے مسلمان کی علامت یہ ہے کہ وہ سب کے لئے سراپا خیر ہو، ایک حدیث میں ہے کہ: موٴمن سراپا اُلفت ہوتا ہے، اور اس شخص میں ذرا بھی خیر نہیں جو نہ خود کسی کے ساتھ اُلفت سے پیش آئے، نہ دُوسرے لوگ اسے اس نظر سے دیکھیں۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ: مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے مسلمان مامون رہیں۔ حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بات پر بیعت کی تھی کہ ہر مسلمان کی خیر خواہی کیا کروں گا۔

کوئی یہ پسند نہیں کرے گا کہ دُوسرے لوگ اس کی جان و مال اور عزت و آبرو کی طرف ہاتھ اُٹھائیں، یا اس کے ساتھ دغا، فریب اور دھوکا کریں، یا اس کے جائز حقوق غصب کریں۔ اسی طرح ایک سچے مسلمان کی علامت یہ ہے کہ وہ بھی ان تمام باتوں سے پرہیز کرے، کسی مسلمان کو ایذا نہ پہنچائے، کسی کی غیبت کے ساتھ اپنی زبان ملوث نہ کرے، کسی کی عزت و آبرو کی طرف نظر اُٹھا کر نہ دیکھے۔ الغرض! جن جن چیزوں کو اپنے لئے پسند نہیں کرتا ان سے خود بھی پرہیز کرے۔ ☆☆

اداریہ

مولانا سعید احمد جلال پوری

قادیانیت سے ہوشیار باش!

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی!

۱۸/اگست ۲۰۰۸ء کی دوپہر کو نوسال سے پاکستانی عوام پر مسلط فوجی آمر، پرویز مشرف نے بعد از خرابی بسیار استعفیٰ دے کر پاکستانی قوم کی جان چھوڑ دی، اس نو سالہ فوجی اقتدار میں پاکستان پر کیا کیا آفتیں آئیں؟ اور پاکستانی عوام خصوصاً دین دار مسلمانوں کو کون کون سے گھاؤ اور زخم لگائے گئے؟ ملک وقوم کے ساتھ کیا کیا مذاق کیے گئے؟ ملکی استحکام اور معاشی ترقی کے نام پر قوم کو کس قدر زک پہنچائے گئے؟ ملکی خزانہ کو کس قدر لوٹا گیا؟ اقتصادیات کے کیا کیا گورکھ دھندے اپنائے گئے؟ مہنگائی، بے روزگاری کو کس قدر فروغ دیا گیا؟ دہشت گردی کے خلاف جنگ کے نام سے کس قدر دہشت گردی کی گئی؟ اپنے ہی دین دار مسلمانوں کو بے نام کرنے اور امریکی تحویل میں دینے کے عوض کس قدر ڈالر حاصل کیے گئے؟ اپنے خلاف قاتلانہ حملوں کے عنوان سے کتنے بے گناہوں کو پابند سلاسل کیا گیا؟ حکومتی رٹ قائم کرنے کے عنوان سے کتنے معصوم فوجیوں کو موت کے منہ میں دھکیلا گیا؟ اسلام اور شعائر اسلام کا کس قدر مذاق اُڑایا گیا؟ کتنے سیاسی اور مذہبی عمائدین کو موت کے گھاٹ اتارا گیا؟ کس قدر آئین ودستور کو پامال کیا گیا؟ جمہوریت کے نام پر آمریت کو کس قدر فروغ دیا گیا؟ اور کس قدر ملک کے قد آور سیاسی راہنماؤں کو جلاوطن کیا گیا؟ حتیٰ کہ منتخب اسمبلی کو تحلیل کیا گیا اور اپنے فوجی منصب کا غلط استعمال کیا گیا۔

ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ ایسے ڈکٹیٹر کو گرفتار کرکے اس کا محاسبہ کیا جاتا، کھلی عدالت میں اس پر مقدمہ چلایا جاتا، جرم ثابت ہونے پر اس کو کیفر کردار تک پہنچایا جاتا، جب حکومت وایجنسیاں اس کو کلیئر نہ کرتیں اس کو بیرون ملک جانے سے روک دیا جاتا، مگر اے کاش کہ جن قوتوں، ممالک اور لابیوں نے اس کو ہم پر مسلط کیا تھا، وہ اس کی حمایت وحفاظت اور تعاون ومدد میں کھل کر سامنے آگئیں، پہلے تو نئی منتخب حکومت کو رام کرنے اور اس کو برداشت کرنے کی تلقین کی گئی اور مخالفت پر بھیانک نتائج کی جلی خفی دھمکیاں دی گئیں، لیکن جب اس سے کام نہ بنا تو خفیہ ڈیل سے کام لے کر اس کو محفوظ راستہ دلانے پر

آمادہ کیا گیا، چنانچہ خیر سے نو سال تک ملک وقوم کے مقدر سے کھیلنے والا آمر نہایت خیر وخوبی اور عزت واحترام سے استعفیٰ دے کر سبکدوش ہوگیا۔

حیرت ہے کہ جو شخص لال مسجد اور مدرسہ حفصہ کے معصوم طلبا، طالبات اور اساتذہ کے لئے محفوظ راستہ دینے کا روادار نہ تھا اور ملک بھر کے علماء، صلحاء اور سیاسی ومذہبی قائدین کی جانب سے ان کی جان بخشی کے مطالبات کے باوجود ان کے قتل عام سے باز نہ آیا اور اس نے مسجد ومدرسہ کا تقدس پامال کرتے ہوئے خاموش آپریشن کے نام پر ان کو بے نام کردیا، کیا وہ اس قابل تھا کہ اس کو محفوظ راستہ دیا جائے؟ اگر جواب نفی میں ہے اور یقیناً نفی میں ہے تو ایسا کیوں کیا گیا؟

کیا آصف زرداری صاحب اور پی پی کارکنان اس سے ناآشنا ہیں کہ مسٹر ذوالفقار علی بھٹو کو محض اس لئے پھانسی پر لٹکایا گیا تھا کہ استغاثہ کے مطابق اس نے جناب محمود علی قصوری کے قتل کا حکم دیا تھا، اگر بالفرض مسٹر ذوالفقار علی بھٹو ایک آدمی کے قتل کا حکم دینے کی بنا پر پھانسی کا مستحق تھا تو کیا جو شخص سینکڑوں نہیں ہزاروں معصوموں کا قاتل ہو اور برملا اس کا اعتراف بھی کرتا ہو وہ کیونکر محفوظ راستہ کا مستحق تھا؟

بہرحال جو ہوا سو ہوا لیکن اب صدر پاکستان آصف زرداری صاحب کو سوچنا چاہیے کہ جن لوگوں کو ان کے سسر کے دور میں ملت اسلامیہ کے جسد سے کاٹ کر الگ کیا گیا تھا اور وہ اس بنا پر ہمیشہ سے مسٹر ذوالفقار علی بھٹو کو اپنا حریف اور دشمن سمجھتے تھے، چنانچہ ان کی موت پر انہوں نے شادیانے بجائے اور ان کی پارٹی سے ہمیشہ انتقام لینے اور اس کو برا بھلا کہنے اور بدنام کرنے میں مصروف رہے ہیں وہ آستین کے سانپ کہیں ملک وملت کو بلکہ خود ان کو اور ان کی پارٹی کو ڈسنے کی کوشش نہ کریں۔

چنانچہ اس کی شروعات ہوچکی ہیں اور انہوں نے پی پی حکومت اور زرداری صاحب کے دور میں ایسے ایسے گھناؤنے کردار ادا کرنا شروع کردیئے ہیں کہ اب لوگ یہ سب کچھ پی پی پی اور آصف زرداری کے کھاتے میں ڈال رہے ہیں۔ اب تو اخبارات میں یہاں تک چھپنے لگا ہے کہ قادیانیت کو تحفظ دینے کے لئے قرارداد لانے کی منصوبہ بندی ہورہی ہے اور اس کے لئے متحدہ قومی موومنٹ اور پی پی کے حمایت کرنے کا ذکر آرہا ہے، چنانچہ روزنامہ جسارت میں ہے:

> کراچی (رپورٹ: محمد طارق) قادیانیوں نے اپنی سرگرمیوں کو قانونی تحفظ فراہم کرنے کے لئے قومی اسمبلی میں قرارداد لانے کی منصوبہ بندی کرلی ہے۔ پیپلز پارٹی کے اہم رہنماؤں اور متحدہ قومی موومنٹ کے قائد کی جانب سے حمایت کی یقین دہانی کرائی گئی ہے۔ صوبہ سندھ میں اہم عہدوں پر قادیانیوں کو تعینات کئے جانے کا سلسلہ بدستور جاری ہے۔ ذرائع کے مطابق پیپلز پارٹی کی حکومت کے قیام کے بعد قادیانی افراد کو خصوصی طور پر نوازے جانے کا سلسلہ شروع ہوگیا تھا جو تاحال جاری ہے۔ سندھ سمیت ملک بھر میں اہم ذمہ داریوں پر قادیانی لابی سے تعلق رکھنے والے افراد کو تعینات کیا جارہا ہے۔ ذرائع نے انکشاف کیا کہ پیپلز پارٹی کے اہم رہنما قادیانی افراد کی پشت پناہی کررہے ہیں۔ آصف علی زرداری کے صدر منتخب ہونے کے بعد محکمہ ماحولیات میں اہم ذمہ دار کے طور پر فرائض انجام دینے والے قادیانی شخص کو ان کے قریبی رفقاء میں شامل کرلیا گیا ہے اور مذکورہ شخص پریذیڈنٹ ہاؤس سے معاملات ہینڈل کرتے ہوئے اپنے مقاصد کی تکمیل کے لئے کام کررہا ہے۔ ذرائع نے انکشاف کیا کہ کراچی میں محکمہ پولیس کے انتہائی اہم عہدہ پر بھی قادیانی شخص کو تعینات کرنے کے بعد اس کی بیوی کو پی آئی اے میں اہم ذمہ داری سونپ دی گئی ہے جبکہ ریلوے کے محکمہ کی ذمہ داری بھی اسی گروہ سے تعلق رکھنے والے شخص کو دے دی گئی ہے۔ ذرائع نے انکشاف کیا کہ وفاقی اداروں سمیت دفاع جیسے اہم اور حساس اداروں میں بھی اس گروہ کے افراد کو داخل کردیا گیا ہے۔ اس

حوالے سے پیپلز پارٹی کے وفاقی صوبائی وزراء درپردہ جبکہ متحدہ قومی موومنٹ کے قائد الطاف حسین اعلانیہ طور پر اس گروہ کی حمایت کررہے ہیں۔ ذرائع نے انکشاف کیا کہ اہم عہدوں پر تعیناتی کے بعد قادیانیوں کی سرگرمیوں میں اچانک اضافہ ہوگیا تھا اور ملک بھر میں خصوصاً سندھ میں لٹریچر کی تقسیم، غریب افراد کو رقم کی فراہمی کے ذریعے ان کو دین سے ہٹانے کی کوششوں سمیت مختلف اقدامات میں تیزی پیدا کردی گئی تھی۔ کراچی کے علاقوں شاہ فیصل کالونی، گلشن حدید، کیماڑی، گلبرگ، کورنگی اور کشمیر کالونی سمیت دیگر علاقوں میں قادیانیوں نے باقاعدہ اپنے عقائد کے مطابق کام شروع کردیا تھا۔ عوام کی جانب سے شدید ردعمل سامنے آنے کے بعد اس گروہ کے سندھ سے تعلق رکھنے والے اہم افراد نے ۳/ستمبر کو گلبرگ میں ایک اہم اجلاس بلایا جو دو روز جاری رہا۔ اس اجلاس میں متحدہ قومی موومنٹ سمیت پیپلز پارٹی سے تعلق رکھنے والے وفاقی وصوبائی اراکین اسمبلی بھی شریک ہوئے۔ اجلاس میں فیصلہ کیا گیا کہ اس گروہ کی سرگرمیوں کو تحفظ دلانے اور عوامی ردعمل سے بچانے کے لئے قومی اسمبلی میں قرارداد لائی جائے گی۔ اجلاس میں فیصلہ کیا گیا کہ قرارداد اقلیتوں کے حوالے سے لائی جائے گی اور اس میں قادیانی گروہ کو بھی تحفظ فراہم کیا جائے گا۔ اس حوالے سے ایک اہم حکومتی ذمہ دار شخص نے نام ظاہر نہ کرنے کی شرط پر بتایا کہ فی الحال قادیانی گروہ کو تحفظ فراہم کرنے کے لئے محکمہ پولیس کے اعلیٰ افسران کو زبانی طور پر ہدایات جاری کردی گئی ہیں۔ محکمہ داخلہ کی جانب سے اس گروہ کو ہر ممکن مدد فراہم کی جارہی ہے۔ ذرائع نے انکشاف کیا ہے کہ متحدہ قومی موومنٹ کی جانب سے بھی اس گروہ کو تحفظ فراہم کرنے کی یقین دہانی کرائی گئی ہے اور اس حوالہ سے سیکٹرز اور یونٹ کی سطح پر الطاف حسین کی جانب سے خصوصی ہدایات کی گئی ہیں، جبکہ چند روز قبل الطاف حسین نے اس حوالہ سے خصوصی طور پر کارکنان سے خطاب بھی کیا تھا۔ ذرائع نے مزید بتایا کہ قادیانی گروہ نے اپنی سرگرمیوں میں تیزی لانے کے لئے تعلیمی اداروں کو ہدف بنایا ہے۔ اس ضمن میں جامعہ کراچی اور جامعہ اردو میں لٹریچر کی باقاعدہ تقسیم سے سرگرمیوں کا آغاز کیا جائے گا جبکہ کئی نجی تعلیمی اداروں میں اس گروہ کی سرگرمیاں باقاعدہ طور پر جاری ہیں۔

(روزنامہ جسارت، کراچی ۱۵/ستمبر ۲۰۰۸ء)

دوسرے الفاظ میں ’میاں کی جوتی اور میاں کے سر‘ کے مصداق قادیانیت کا زخم خوردہ سانپ اتنا عرصہ بعد اسی پی پی اور اس کی برسر اقتدار پارٹی کو ڈسنے اور اس سے اپنا پرانہ حساب اور بدلہ چکانے کے خواب دیکھ رہا ہے۔

اس لئے پی پی حکومت اور اس کے عزت مآب صدر جناب آصف علی زرداری کو کھلی آنکھوں ان ازلی بدبختوں اور یہودیت وعیسائیت کے ایجنٹوں سے ہوشیار رہنا چاہئے۔

ورنہ اس بات کا شدید اندیشہ ہے کہ وہ پی پی اور اس کے کارکنان کو بھرپور زک پہنچائیں اور اس کو اپنی جھوٹی نبوت کی صداقت کا معیار باور کرا کرامت مسلمہ کو گمراہ اور پی پی اور اس کے کارکنان کو بدنام کریں گے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

قادیانی نظریات

مُلّا علی قاریؒ کی عدالت میں!

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی!

حق تعالیٰ حافظ سیوطیؒ کو جزائے خیر عطا فرمائے انہوں نے کیسی عمدہ بات لکھی ہے:

''اور ارباب بدعت کا مقصد صرف اور صرف آیات میں تحریف کرنا اور انہیں کاٹ چھانٹ کر اپنے مذہب فاسد پر چسپاں کرنا ہے، انہیں کہیں دور سے گری پڑی چیز نظر آجائے اسے فوراً اچک لیں گے، یا کسی جگہ انہیں ادنیٰ گنجائش نظر آئے دوڑ کر اس کی طرف لپکیں گے، رہا ملحد! تو اس کے کفر و الحاد کا کیا پوچھنا؟ وہ اللہ کی آیات میں کجروی اختیار کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ پر ایسی بات کا افتراً کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے کبھی نہیں فرمائی۔ (چند مثالیں ذکر کرکے آگے لکھتے ہیں) اس قسم کی تحریفات ہی مہمل ہیں، اس حدیث کی جو ابویعلی وغیرہ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: میری امت میں کچھ لوگ اس طرح قرآن پڑھیں گے کہ اسے ردی کھجوروں کی طرح جھاڑیں گے (یعنی بلاتدبر ردی سمجھ کر پڑھیں گے) اس کی بے محل تاویلیں کریں گے۔''

(الاتقان ج:۲،ص:۱۹)

ہمیشہ سے ملاحدہ کی یہی تکنیک رہی ہے اور یہی طریقہ قادیانی فرقہ نے اختیار کیا۔ مرزا غلام احمد قادیانی کی ''بروزی نبوت'' کے لئے جہاں قرآن و حدیث میں کھلی تحریف کی گئی وہاں چند اکابر کی عبارتوں کو بھی مسخ کیا گیا۔ اور پھر ان تحریفات کا اس شدت سے پروپیگنڈا کیا گیا کہ کم فہم لوگوں کو یہ غلط فہمی ہونے لگی کہ شاید یہی اسلامی عقیدہ ہے۔ قادیانی صاحبان، سلطان العلماء شیخ علی القاری رحمہ اللہ (المتوفی:۱۰۱۴ھ) کا نام بھی اپنے نظریات کی ترویج کے لئے استعمال کیا کرتے ہیں، اس لئے ذیل میں شیخ رحمہ اللہ کی چند تصریحات نقل کی جاتی ہیں، امید ہے قادیانی صاحبان بنظر انصاف ملاحظہ فرماکر اپنے عقائد کی اصلاح فرمائیں گے۔

عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں:

امت اسلامیہ کا اجماعی عقیدہ ہے کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ ہیں، شیخ علی قاریؒ شرح فقہ اکبر میں ''شرح مقاصد'' سے نقل کرتے ہیں:

''بڑے بڑے علما اس طرف گئے ہیں کہ چار نبی زندہ ہیں: خضر اور الیاس زمین میں، اور عیسیٰ اور ادریس آسمان میں (علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والتسلیمات)۔''

(شرح فقہ اکبر ص:۳ مطبوعہ سعیدی کراچی)

واضح رہے کہ ان چار حضرات میں سے تین کے بارے میں علما کی آرا مختلف ہیں، لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ ہونے میں اہل حق میں سے کسی کا اختلاف نہیں، مرزا غلام احمد قادیانی (بزعم خود ملہم اور مامور من اللہ ہونے کے باوجود) یہی عقیدہ رکھتا تھا۔ ''مسیح موعود'' کا ''الہام'' پانے کے بعد بھی بارہ برس تک ان کا یہی عقیدہ رہا، (اعجاز احمدی)۔ انہیں یہ بھی اعتراف ہے کہ آبا عن جد ہمیشہ سے اسی عقیدے کے معتقد چلے آتے تھے، (ایام الصلح فارسی ص:۳۹)۔ اور یہ کہ ظاہر قرآن اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آثار مرویہ سے یہی عقیدہ ثابت ہے، (ازالہ اوہام)۔ ان کے فرزند اکبر مرزا محمود احمد بھی اعتراف کرتے ہیں کہ:

''پچھلی صدیوں میں سب دنیا کے مسلمانوں میں مسیح (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کے زندہ ہونے پر ایمان رکھا جاتا تھا، اور بڑے بڑے بزرگ اسی عقیدہ پر فوت ہوئے، اور نہیں کہہ سکتے کہ وہ مشرک فوت ہوئے، گو اس میں شک نہیں کہ یہ عقیدہ مشرکانہ ہے، حتیٰ کہ حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد) باوجود مسیح کا خطاب پانے کے بعد دس سال تک یہی خیال کرتے رہے کہ مسیح آسمان پر زندہ ہے۔''

''حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد) کے دعوے سے پہلے جس قدر اولیاء، صلحا گزرے ہیں، ان میں ایک بڑا گروہ عام عقیدے کے ماتحت حضرت مسیح (علیہ السلام) کو زندہ خیال کرتا تھا لیکن وہ مشرک

اور قابل مواخذہ نہ تھا، مگر جب حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد) نے قرآن کریم سے وفات مسیح ثابت کردی اور حیات مسیح کے عقیدہ کو مشرکانہ ثابت کردیا تو اب جو شخص حیات مسیح کا قائل ہو وہ مشرک اور قابل مواخذہ ہے۔" (حقیقۃ النبوۃ ص:۱۴۲)

انصاف فرمایئے کہ جو عقیدہ ظاہر قرآن اور احادیث متواترہ سے ثابت ہو، گزشتہ صدیوں کے تمام مسلمان اور اکابر علماً، صلحاً اور مجددین امت میں متواتر چلا آیا ہو، اسے مشرکانہ عقیدہ کہنا، اسلام کی تکذیب نہیں؟ قرآن کریم کی وہ تیس آیات، جن سے بزعم خود مرزا غلام احمد قادیانی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ثابت کی ہے، کیا وہ تیرہ چودہ صدیوں کے ائمہ دین اور مجددین امت کے سامنے نہیں تھیں؟ مرزا صاحب کو اپنی مسیحیت کے لئے راہ ہموار کرنا تھی، چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زندہ موجود ہونا ان کے دعویٰ کے لئے سنگ راہ تھا، اس لئے انہوں نے اپنی ساری زندگی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مارنے کے لئے صرف کرڈالی اور تاویلات و تحریفات کا طوفان برپا کردیا۔ حالانکہ اگر بالفرض عیسیٰ علیہ السلام زندہ نہ ہوتے تب بھی کیا مرزا غلام احمد بن غلام مرتضیٰ عیسیٰ بن مریم بن جاتے؟ ہرگز نہیں! بقول شیخ شیرازیؒ:

کس نیاید بزیر سایہ بوم
ور شود ہما از جہاں معدوم

کاش انہیں کوئی مشورہ دیتا:

بصاحب نظرے بنما گوہر خود را
عیسیٰ نتواں گشت بتصدیق خرے چند

عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے:

قادیانی صاحبان، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر جانے اور وہاں سے نازل ہونے کے منکر ہیں لیکن امام اعظمؒ "فقہ اکبر" میں فرماتے ہیں:

"دجال اور یاجوج وماجوج کا نکلنا، آفتاب کا مغرب کی جانب سے طلوع ہونا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے نازل ہونا اور دیگر علامات قیامت جو احادیث صحیحہ میں وارد ہیں سب حق ہیں، ضرور ہو کر رہیں گی اور اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے صراط مستقیم کی ہدایت دیتا ہے (اللہ تعالیٰ قادیانیوں کو بھی اپنے فضل سے ہدایت نصیب کرے)۔"

شیخ علی قاریؒ اس کی شرح میں قرآن کریم سے اس کا ثبوت دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

"اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے نازل ہونا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"اور بے شک وہ یعنی عیسیٰ علیہ السلام البتہ قیامت کا نشان ہے یعنی علامت قیامت ہیں۔"

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

ترجمہ:...... "اور نہیں اہل کتاب میں سے کوئی شخص مگر البتہ ایمان لائے گا اس پر اس کی موت سے پہلے۔"

یعنی عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے پہلے، قرب قیامت میں ان کے نازل ہونے کے بعد، پس اس وقت تمام مذاہب مٹ جائیں گے اور وہ دین حنیفی اسلام ہے۔" (شرح فقہ اکبر ص:۱۳۳)

شیخ علی قاریؒ نے جن دو آیتوں کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے ثبوت میں پیش کیا ہے، ان کی یہ تفسیر صحابہؓ و تابعینؒ اور ائمہ مجددینؒ سے منقول ہے، مگر مرزا صاحب اس کو تحریف اور الحاد بتاتے ہیں، اور ان تمام اکابر کو یہودی، ملحد اور مشرک قرار دیتے ہیں۔

علامات قیامت کی ترتیب:

اسی ذیل میں قرب قیامت کے اہم واقعات کی ترتیب بیان کرتے ہوئے شیخ علی قاریؒ فرماتے ہیں:

"(فقہ اکبر کے) ایک نسخہ میں طلوع آفتاب کا ذکر پہلے ہے، بہرحال واؤ مطلق جمع کے لئے ہے، ورنہ واقعات کی ترتیب یوں ہے کہ: حضرت مہدی (رضی اللہ عنہ) اولاً حرمین شریفین میں ظاہر ہوں گے، پھر بیت المقدس جائیں گے، پھر دجال وہاں پہنچ کر حضرت مہدی (کے لشکر) کا اسی حالت میں محاصرہ کرے گا، پس عیسیٰ علیہ السلام دمشق شام کے شرقی مینارہ سے نزول فرمائیں گے، اور دجال سے مقابلہ کے لئے نکلیں گے، پس ایک ہی ضرب سے اس کو قتل کردیں گے، ورنہ عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان سے نازل ہوتے ہی دجال اس طرح پگھلنے لگے گا جس طرح نمک پانی میں پگھل جاتا ہے، عیسیٰ علیہ السلام حضرت مہدی علیہ الرضوان کے ساتھ جمع ہوں گے، اس وقت نماز کی اقامت ہوچکی ہوگی، حضرت مہدی، حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے امامت کی درخواست کریں گے، مگر وہ یہ کہہ کر عذر کردیں گے کہ اس نماز کی اقامت آپ ہی کے لئے ہوئی ہے، اس لئے اس موقع پر امامت کے آپ زیادہ مستحق ہیں، اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت مہدیؓ کی اقتدا کریں گے تاکہ ظاہر ہوجائے کہ وہ اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متبع

ہیں، جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مضمون کی جانب اپنے ارشاد میں اشارہ فرمایا ہے کہ: ''اگر موسیٰ (علیہ السلام) زندہ ہوتے تو ان کو بھی میری پیروی کیے بغیر کوئی چارہ نہ ہوتا۔'' اور میں اس کی وجہ ''شرح شفا'' میں حق تعالیٰ کے ارشاد: ''وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَآ اٰتَیْتُکُمْ مِّنْ کِتٰبٍ وَّحِکْمَۃٍ ثُمَّ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ۔'' الآیۃ کے تحت بیان کر چکا ہوں۔

اور حدیث میں آتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام چالیس برس زمین میں رہیں گے، پھر ان کا وصال ہوگا اور مسلمان ان کی نماز جنازہ پڑھیں گے اور انہیں دفن کریں گے، جیسا کہ ابوداؤد طیالسی نے اپنی مسند میں روایت کیا ہے اور دوسری روایات میں آتا ہے کہ: ''وہ روضۂ اطہر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے درمیان دفن ہوں گے۔'' اور یہ بھی مروی ہے کہ شیخینؓ کے بعد دفن ہوں گے، پس شیخینؓ کو مبارک ہو کہ دو نبی ان کے گرد و پیش ہیں۔'' (شرح فقہ اکبر ص:۱۳۳)

دمشق اور قادیان:

مرزا غلام احمد قادیانی بزعم خود عیسیٰ علیہ السلام کو مارنے سے فارغ ہوئے تو خود عیسیٰ بن مریم بننے کے لئے ''تاویلات'' کرنے لگے۔ اور تاویلات ایسی کہ سننے والوں کو قرآن وحدیث پر رحم اور مرزا صاحب پر ہنسی آنے لگے۔ عیسیٰ، مریم، دجال، دابۃ الارض، یاجوج ماجوج، آفتاب کا مغرب سے نکلنا، عیسیٰ بن مریم کی علامات، مہدی کی علامات، دجال کی علامات، یاجوج ماجوج کی علامات، دابۃ الارض کی علامات، وغیرہ وغیرہ، سینکڑوں امور میں مرزا صاحب نے تاویلیں کی ہیں۔ لیکن شیخ علی قاریؒ کی مندرجہ ذیل تصریح مرزا صاحب کی تمام تاویلات باطلہ کے رد کرنے کے لئے کافی ہے، بیت المقدس کے بارے میں لکھتے ہیں:

''اور اسی طرح یہ بھی ثابت ہے کہ مہدی اہل ایمان کے ساتھ دجال کے مقابلہ میں دمشق میں قلعہ بند ہوں گے اور یہ کہ عیسیٰ علیہ السلام مسجد شام کے مینارہ سے نازل ہوں گے، پس وہ آکر دجال کو قتل کریں گے، اور مسجد میں ایسے وقت داخل ہوں گے جبکہ نماز کی اقامت ہوچکی ہوگی، مہدی کہیں گے کہ یا روح اللہ! آگے تشریف لائیے! وہ فرمائیں گے کہ اس نماز کی اقامت تو تمہارے لئے ہوئی ہے۔ مہدی آگے بڑھیں گے اور عیسیٰ علیہ السلام ان کی اقتدا کریں گے، یہ بتانا مقصود ہوگا کہ وہ اس امت محمدیہ میں شامل ہیں، بعد ازاں عیسیٰ علیہ السلام ہی نماز پڑھایا کریں گے۔'' (موضوعات کبیر ص:۱۴۱ مطبوعہ مطبع محمدی لاہور)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی عالم وجود میں نہیں آئے گا، نہ تشریعی، نہ غیر تشریعی، نہ ظلی، نہ اصلی۔

شیخ رحمہ اللہ کی اس تصریح کے بعد مرزائی تاویلات کا کوئی ادنیٰ جواز بھی باقی رہ جاتا ہے؟

آسمان سے عیسیٰؑ کا نازل ہونا ختم نبوت کے منافی نہیں:

مرزا صاحب نے ناواقف لوگوں کے ذہن میں یہ وسوسہ بھی ڈالا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے نازل ہونا ختم نبوت کے منافی ہے، لیکن اس کی تردید کے لئے شیخ علی قاریؒ کا ایک فقرہ کافی ہے، ''فقہ اکبر'' میں امام اعظمؒ کا ارشاد ہے:

''اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تمام انسانوں سے افضل ابوبکر صدیق ہیں رضی اللہ عنہ۔''

اور شیخ علی قاریؒ اس کی شرح میں فرماتے ہیں:

''اس سے وہ لوگ مراد ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عالم وجود میں تشریف لانے کے بعد پیدا ہوئے کیونکہ آپؐ اپنی تشریف آوری کے وقت خاتم النبیین تھے (لہٰذا آپؐ کے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا)، رہے عیسیٰ علیہ السلام! سو وہ آپؐ سے قبل عالم وجود میں تشریف لاچکے تھے، اگرچہ ان کا نزول آپؐ کے بعد ہوگا۔'' (شرح فقہ اکبر ص:۶۷)

اس تصریح سے مندرجہ ذیل امور منقح ہوگئے:

اول:...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی عالم وجود میں نہیں آئے گا، نہ تشریعی، نہ غیر تشریعی، نہ ظلی، نہ اصلی۔

دوم:...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زندہ ہونا اور دوبارہ آنا ختم نبوت کے منافی نہیں کیونکہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل عالم وجود میں آچکے تھے۔

سوم:...... احادیث متواترہ میں ''عیسیٰ'' کے آنے کی خبر دی گئی ہے۔

(ازالہ اوہام ص:۲۳۱ طبع پنجم، شہادۃ القرآن ص:۱۷۲)

اس سے مراد اصلی عیسیٰ علیہ السلام ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل تشریف لائے، یہ پیش گوئی کسی ''فرضی عیسیٰ'' سے متعلق نہیں جو ''الہامی حمل'' سے پیدا ہو، کیا قادیانی حضرات اس تصریح سے کوئی عبرت حاصل کریں گے؟ (جاری ہے)

فیاض حسن سجاد، کوئٹہ

ایک نظر ادھر....

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان ایک دینی، تبلیغی اور اصلاحی جماعت ہے جو ملک کی مروجہ مناقشات اور انتخابی جھمیلوں سے دور رہ کر اتحاد امت، عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ اور تردید قادیانیت کا کام کررہی ہے اور فرقہ واریت سے بالاتر رہتی ہے اس کے پلیٹ فارم پر سنی، دیوبندی، بریلوی، اہلحدیث اور شیعہ متحد ہوکر ایک گلدستہ کی طرح ناموس رسالت کے تحفظ کے لئے کام کرتے ہیں، مجلس تحفظ ختم نبوت کا انداز جارحانہ نہیں ہے، فتنہ قادیانیت کے خلاف برصغیر میں ایک صدی تحریک چلی اور وطن عزیز میں ۱۹۵۳ء، ۱۹۷۴ء اور ۱۹۸۴ء کی تحریکیں چلیں لیکن تاریخ گواہ ہے کہ قادیانیوں کا قتل عام نہیں کیا گیا، کسی جلسے، اجتماع اور مسجد میں ان کو قتل کرنے کا فتویٰ جاری نہیں ہوا، بلوچستان، سرحد اور اندرون سندھ جہاں خالصتاً دینی ماحول ہے علما اور مشائخ کا عوام پر اثر ہے، بعض دیہات یا قصبوں میں ایک دو گھر قادیانیوں کے رہتے ہیں ان کو قتل یا علاقہ بدر نہیں کیا گیا، پورے ملک میں قادیانیوں کو مکمل آزادی ہے ربوہ شہر (چناب نگر) میں کسی مسلمان کو مکان، دکان خریدنے اور کاروبار کی آج بھی اجازت نہیں ہے، ۱۹۷۴ء سے قبل کوئی مسلمان بغیر اجازت ربوہ میں داخل نہیں ہوسکتا تھا، شریعت مطہرہ میں گستاخان رسول اور مرتد کا قتل واجب ہے لیکن یہ حکومت وقت کی ذمہ داری ہے جس طرح چور، ڈاکو، زانی پر حدود نافذ کرنا عام مسلمانوں کی ذمہ داری نہیں ہے اور نہ ہی ملک میں کہیں اس طرح ہوا ہے۔ مجلس تحفظ ختم نبوت جو ملت اسلامیہ کے تمام مکاتب فکر کی نمائندہ جماعت ہے، اس کے زیر اہتمام ہر سال ملک بھر میں سینکڑوں کانفرنسیں، اجتماعات، جلسے اور مساجد میں اجتماعات ہوتے ہیں ان میں قادیانیوں کو قتل کرنے پر نہیں اکسایا جاتا بلکہ اسلام کے نام پر حاصل کئے گئے ملک میں مسلمانوں کی اکثریت قادیانیوں کے ظلم و ستم کا نشانہ بن رہی ہے، قادیانیوں نے جید علماء کرام کو قتل، اغواء کیا، مساجد میں بم پھینکے لیکن مسلمانوں نے ردعمل میں قادیانیوں کو قتل نہیں کیا، ۱۹۵۳ء، ۱۹۷۴ء اور ۱۹۸۴ء کی تحریکوں میں ۳۱ قادیانی ہلاک ہوئے۔ ۱۹۵۳ء کی تحریک میں لاہور میں دس ہزار مسلمان شہید ہوئے جبکہ غیر سرکاری اعداد وشمار کے مطابق ۲۵ ہزار سے زائد مسلمان شہید ہوئے تھے، ۱۹۵۳ء کی تحریک میں ہلاک ہونے والے قادیانیوں کی تعداد جسٹس منیر انکوائری رپورٹ کے مطابق ۲۱ تھی، منیر انکوائری رپورٹ میں یہ بات خاص طور پر تعجب انگیز ہے کہ تحریک کے دوران ملک کے کسی حصے میں جو قادیانی ہلاک ہوئے ان کا نام، ولدیت، مکمل پتہ تک درج ہے لیکن ایک بھی شہید ہونے والے مسلمان کا نام نہیں کہ تحریک کے دوران اتنی ہلاکتیں ہوئیں۔

۱۹۷۴ء کی تحریک میں قادیانیوں کے ربوہ اسٹیشن پر مسلمان طلبا پر تشدد کے بعد تحریک شروع ہوئی لیکن قادیانیوں کو قتل نہیں کیا گیا اگر کہیں قادیانی قتل ہوئے ہیں تو وہ ان کے اپنے رویہ اور عمل کی وجہ سے ہوئے تھے۔ مجلس تحفظ ختم نبوت کے اکابر نے طریقہ کار متعین کیا ہے کہ دلائل سے اور اسلام کی حقانیت سے مرزا قادیانی کے دجل وفریب کو ثابت کیا جائے، اس لئے اہل اسلام قادیانیوں کے قتل و غارتگری پر یقین نہیں رکھتے، اس کے مقابلے میں قادیانی آج بھی ملک کے اکثر شہروں میں مسلمانوں کو قتل کررہے ہیں، چیچہ وطنی، خوشاب، دوروز قبل ننکانہ صاحب میں واقعات ہوچکے ہیں۔

قادیانیوں کو دنیا بھر میں کہیں بھی مسلمان تصور نہیں کیا جاتا، پاکستان کی قومی اسمبلی نے ۱۹۷۴ء میں متفقہ طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا، یہ واحد متفقہ ترمیم ہے اب قادیانیوں کو مسلمانوں کا ایک مسلک یا مکتبہ فکر قرار دینا قرآن و سنت اور دستور پاکستان کے خلاف ہے، ایک سیاسی پارٹی کے قائد لندن میں بیٹھ کر امریکا کی زیادہ سے زیادہ خوشنودی کے لئے قادیانیوں کی حمایت کررہے ہیں، ان کا رویہ اسلام کے متعلق افسوسناک ہے وہ مکمل قادیانیوں کی حمایت پر تلے ہوئے ہیں، قادیانی اسلام اور ملک کے غدار ہیں اور ملت اسلامیہ کے لئے ناسور ہیں۔

ڈاکٹر عامر لیاقت حسین کے بارے میں ہر شخص اپنی رائے اور خیالات رکھتا ہے انہوں نے سلمان رشدی کے بارے میں پروگرام پیش کرکے اہل اسلام کے جذبات کی صحیح ترجمانی کی، اس کی پاداش میں ایم کیو ایم نے ان کو وزارت سے سبکدوش کرایا، اسمبلی سے استعفیٰ دلایا لیکن ہمارا ایمان ہے کہ یہ ان کی نجات کے لئے کافی ہے اور ۷/ستمبر کو انہوں نے یوم تشکر (تحفظ ختم نبوت) پر پروگرام پیش کرکے اپنے ایمانی جذبہ کا مظاہرہ کیا اس کے بعد ان کے خلاف بیان بازی ہوئی، لیکن عام مسلمانوں کو یقین ہے کہ یہ ان کی نجات کا اثاثہ

ہے اور شافع محشر ﷺ کی شفاعت کے حق دار بن گئے ہیں۔

۷/ستمبر کے بعد سندھ میں قادیانیوں کا قتل ایک محلاتی سازش ہے، جس طرح خود ساختہ جلاوطن قائد نے خطرہ ظاہر کیا کہ کراچی میں طالبانائزیشن ہورہی ہے دوروز بعد پر اسرار دھماکہ ہوا، سندھ کے وزیر اعلیٰ سید قائم علی شاہ اور وزیر داخلہ مرزا ذوالفقار احمد نے اس کی تردید کی اور کہا کہ اس قسم کا کوئی خطرہ نہیں ہے، قادیانیوں کے قتل کا مقصد یہ ہے کہ علماء کا کریک ڈاؤن ہو اور امریکا کی زیادہ سے زیادہ خوشنودی حاصل کی جائے۔

امریکا اور عالم کفر کی یہ کوشش ہے کہ قادیانی جو دنیا بھر میں ان کے جاسوسوں کا کردار ادا کرتے ہیں ان کو من مانی کرنے کی کھلی آزادی ہو، پیپلز پارٹی جس کے قائد ذوالفقار علی بھٹو مرحوم کو اعزاز حاصل ہے کہ انہوں نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے کر شافع محشر ﷺ کی شفاعت کے حق دار بن گئے، لیکن اب ان کی پارٹی امریکا کی وفاداری میں امتناع قادیانیت آرڈی نینس کو امتیازی قانون قرار دے کر ختم کرنا چاہتی ہے، وزیر اعظم سید یوسف رضا گیلانی نے امتیازی قوانین کا جائزہ لینے کے لئے ایک کمیٹی قائم کردی ہے اسی طرح شاتم رسول کی سزائے موت ختم کر کے سزائے موت کو عمر قید میں تبدیل کیا جارہا ہے، ان اقدامات سے اسلامیان پاکستان میں تشویش کی لہر پائی جاتی ہے، قادیانیوں کی بے جا ناز برداری عذاب الٰہی کو دعوت دیتی ہے، اس دور میں بھی کوئی گناہگار مسلمان بھی شان رسالت میں گستاخی برداشت نہیں کرسکتا، مسلمانوں کا ایمان ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے والی زبان نہ رہے یا سننے والے کان نہ رہیں۔

☆☆..........☆☆

خودکش حملوں اور بم دھماکوں کے پیچھے قادیانیوں کا ہاتھ ہے

ٹنڈو آدم (نامہ نگار) میریٹ ہوٹل پر خودکش حملہ قادیانی سازش ہے، اس کی جتنی مذمت کی جائے کم ہے۔ ان خیالات کا اظہار عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت صوبہ سندھ کے امیر ممتاز عالم دین علامہ احمد میاں حمادی مدظلہ نے مجاہدین ختم نبوت کے ہفتہ وار اجلاس سے خطاب کے دوران کیا، انہوں نے کہا کہ قادیانی پاکستان کے غدار اور اکھنڈ بھارت کے حامی ہیں وہ کسی بھی طرح ملک کو توڑنے کی سازشوں میں مصروف ہیں، حکومت اگر سنجیدگی سے خودکش حملوں اور بم دھماکوں کا نوٹس لے اور غیر جانبدارانہ تحقیقات کروائے تو تمام حادثات میں قادیانیوں کو ملوث پائے گی مگر یہ امریکا، اسرائیل اور بھارت کی سازش ہے کہ جو بھی ملک میں حادثہ پیش آتا ہے، طالبان وغیرہ پر الزام لگا کر اس کا رخ تبدیل کردیا جاتا ہے، یہ بھی قادیانیوں کو تحفظ دینے کی ایک سازش ہے، انہوں نے کہا کہ خودکش دھماکوں اور بم بلاسٹ کرنے میں استعمال کوئی بھی ہو مگر اس کے پیچھے قادیانیوں کا ہاتھ ہوتا ہے، پلاننگ و پیسہ قادیانی دیتے ہیں اور جب تک حکومت ہماری اس بات پر سنجیدگی سے توجہ نہیں دیتی خودکش حملے اور بم دھماکے رکنے اور ملکی حالات بہتر ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، انہوں نے کہا کہ پاکستان اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا ہے، ہر مسلمان کے دل میں پاکستان کی محبت ہے کوئی مسلمان اپنے ملک میں اس قسم کی سازش برداشت نہیں کرسکتا، ہاں! قادیانیوں کے پیشوا نے پاکستان بنتے وقت دعویٰ کیا تھا کہ پاکستان خدا کی مرضی کے خلاف بنا ہے اور یہ ایک دن ضرور اکھنڈ بھارت بنے گا، اب قادیانی اپنے پیشوا کی پیشینگوئی سچی کرنے کی ناپاک کوشش کرتے رہیں گے ان سازشوں کو مسلم حکمران ناکام بنا کر ہی سکھ کا سانس لے سکتے ہیں، مرکزی جامع مسجد ختم نبوت میں میریٹ ہوٹل حادثے میں شہید ہونے والے مسلمانوں کے لئے دعائے مغفرت کی گئی۔ دریں اثناء علامہ حمادی نے متحدہ کے قائد الطاف حسین کی جانب سے یہ بات کہ ”قادیانی محمد رسول اللہ کو مانیں یا نہ مانیں یہ ان کا حق ہے“ پر اظہار افسوس کرتے ہوئے کہا ہے کہ قادیانیت سے ہماری جنگ غیر مسلم اقلیت کی وجہ سے نہیں بلکہ قادیانیوں کا عقیدہ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی معاذ اللہ محمد رسول اللہ کی شکل میں اشاعت اسلام کے لئے دوبارہ قادیان میں آیا ہے، قادیانی، مرزا کو جو کچھ چاہیں مانیں مگر ہمارے نبی، ہمارے قرآن، ہمارے صحابہ کرامؓ، نماز، روزہ کا نام نہ لیں۔ قادیانیوں کا عقیدہ ہے کہ اصل اور سچے مسلم وہ ہیں جو مرزا کو مانتے ہیں، باقی مرزا کے منکر کنجریوں کی اولاد ہیں، جنگلوں کے سور ہیں، یہ الزام نہیں بلکہ اعلیٰ عدالتوں نے اپنے فیصلوں میں لکھا ہے، سپریم کورٹ نے اپنے تاریخ ساز فیصلے میں ریمارکس لکھے کہ: مرزا غلام احمد قادیانی کی بکواسات اس قدر خراب، الغواور توہین رسالت پر مبنی ہیں کہ ان کو اگر منظر عام پر لایا جائے تو کوئی مسلمان قابو میں نہیں رہ سکتا بلکہ ایسی صورت میں اگر کوئی عاشق رسول آپے سے باہر نکل جائے اور وہ گستاخ کا سر قلم کردے تو ایسے عاشق رسول کو کیسے روکا جاسکتا ہے؟ تو ایسے عقائد رکھنے والوں کی موت پر مسلم جماعت کے قائد کا آنسو بہانا افسوسناک ہے، وہ فوری طور پر اس بات پر توبہ کریں ایسا نہ ہو کہ قیامت کے دن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قادیانیت کی حمایت کی وجہ سے ان سے منہ پھیر لیں۔

مرسلہ: ابو یونس احمد خان

مولانا لال حسین اختر رحؒ

کے خودنوشت حالات

ہندوستان میں شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن، حضرت مولانا ابوالکلام آزاد، حضرت مولانا حسین احمد مدنی، حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ دہلوی، حضرت مولانا محمد علی جوہر، حضرت حکیم محمد اجمل خان، حضرت مولانا ظفر علی خان، حضرت مولانا احمد علی لاہوری، حضرت مولانا سید سلیمان ندوی، حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری، مولانا شوکت علی، مولانا مظہر علی اظہر، مولانا حسرت موہانی رحمہم اللہ تعالیٰ کی قیادت میں خلافت اسلامیہ کی بقا کے لئے تحریک خلافت شروع ہوئی۔

مارچ ۱۹۲۰ء میں حضرت مولانا محمد علی جوہر، حضرت مولانا سید سلیمان ندوی اور سید حسن امام رحمہم اللہ پر مشتمل ایک وفد لندن گیا اور وزیر اعظم برطانیہ مسٹر لائیڈ جارج سے ملا، مقامات مقدسہ کے بارے میں برطانوی حکومت کا وعدہ یاد دلایا اور خلافت کے متعلق مسلمانان ہندوستان کے دینی احساسات سے آگاہ کرتے ہوئے مطالبہ کیا کہ اپنے وعدہ کا ایفا کیجئے اور مقامات مقدسہ سے برطانوی قبضہ اٹھالیجئے، برطانوی وزیر اعظم نے وفد کے مطالبے کو مسترد کر دیا وفد ناکام واپس آ گیا۔ پروگرام یہ تجویز ہوا تھا:

۱: انگریزی فوج اور پولیس کی نوکری چھوڑ دی جائے۔

۲: انگریزی حکومت کے لئے ہوئے خطابات واپس کئے جائیں۔

۳: انگریزی درسگاہوں سے طلبا اٹھالئے جائیں۔

۴: ولایتی مال کا بائیکاٹ کیا جائے۔

۵: ہاتھ کا بنا ہوا کھدر پہنا جائے۔

۶: انگریزی حکومت سے عدم تعاون کیا جائے، اس کے خلاف نفرت پیدا کی جائے اور ہندوستان کی جیلیں بھر دی جائیں۔

تحریک خلافت میں شمولیت:

میں اورینٹل کالج لاہور میں تعلیم حاصل کر رہا تھا، تحریک خلافت شروع ہوئی، علماء کرام کے شریعت مطہرہ کے احکامات کے تحت حکومت کی درسگاہوں کے بائیکاٹ کے فتویٰ کی تعمیل کرتے ہوئے کالج چھوڑ دیا۔

ہمیشہ کیلئے رہنا نہیں اس دار فانی میں
کچھ اچھے کام کرلو چار دن کی زندگانی میں

عقل نے لاکھ سمجھایا، دوستوں اور رشتہ داروں نے قیدو بند کا خوف دلایا تو میرے جذبہ ایمان نے کہا:

یہ تونے کیا کہا ناصح نہ جانا کوئے جاناں میں
مجھے تو راہروں کی ٹھوکریں کھانا مگر جانا

میں نے کسی کی ایک نہ مانی اور مشہور و معروف شعر:

دل اب تو عشق کے دریا میں ڈالا
توکلت علی اللہ تعالیٰ

کا ورد کرتے ہوئے خلافت کمیٹی میں شمولیت کی۔

پولیس نے مجھے عید کے دن گرفتار کیا اور فرسٹ کلاس فرنگی مجسٹریٹ کی عدالت میں پیش کر دیا۔ مجسٹریٹ نے مجھے کہا کہ آپ پر بغاوت کا مقدمہ ہے، جس کی سزا چودہ سال قید سخت ہو سکتی ہے، میں نے کہا:

یہ سب سوچ کر دل لگایا ہے ناصح
نئی بات کیا آپ فرما رہے ہیں

مجسٹریٹ نے کہا: اگر آپ اپنی تقریروں کے متعلق تحریری معذرت کر دیں تو مقدمہ واپس لے کر

زیر تعمیر
جامع مسجد ختم نبوت ٹالی
مخیر احباب سے تعاون کی اپیل ہے

اندرون سندھ ٹالی کے علاقہ میں
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام

رابطہ کیلئے: ریاض احمد اینڈ برادرز
اکاؤنٹ نمبر A/C828-10-3 حبیب بینک لمیٹڈ، کنری
سیل: 0301-3910895

عطیہ اراضی چوہدری انعام اللہ آرائیں صاحب

آپ کو بار بار کر دیا جاتا ہے۔ میں نے جواب دیا:

جلا دو پھونک دو سولی چڑھا دو خوب سن رکھو
صداقت چھپ نہیں سکتی جب تک جان باقی ہے

مجسٹریٹ نے پولیس کے چند ناؤٹ گواہوں کی سرسری شہادت کے بعد مجھے ایک سال قید سخت کا حکم سنایا، ایک سال کی طویل مدت گورداس پور میں گزاری۔

مرزائیت میں داخلہ:

جیل سے رہا ہوتے ہی مرزائی مذہب کے متعلق معمولی مطالعہ تھا، اس لئے میں تبلیغ اسلام کے نام پر ان کے دام تزویر میں پھنس گیا اور مسٹر محمد علی امیر جماعت مرزائیہ لاہوریہ کے ہاتھ پر بیعت کر کے مرزا غلام احمد قادیانی کی مجددیت ومہدویت کا پھندا اپنے گلے میں ڈال لیا، ان کے تبلیغی کالج میں داخل ہوا، تین سال میں ایک اور مرزائی طالب علم اور میری تعلیم پر پچاس ہزار روپے سے زائد رقم خرچ ہوئی۔ قرآن مجید کی تفسیر، حدیث، بائبل، عیسائیت، ہندی، سنسکرت، ویدوں، آریہ سماج اور علم مناظرہ کی تعلیم حاصل کی۔

ترک مرزائیت:

۱۹۳۱ء کے وسط میں، میں نے یکے بعد دیگرے متعدد خواب دیکھے جن میں مرزا غلام احمد قادیانی کی نہایت گھناؤنی شکل دکھائی دی اور اسے بُری حالت میں دیکھا:

دو گونہ رنج وعذاب است جان مجنوں را
بلائے فرقت لیلیٰ و صحبت لیلیٰ

حقیقت یہ ہے کہ جتنا زیادہ میں نے مطالعہ کیا اتنا ہی مرزائیت کا کذب مجھ پر واضح ہوتا گیا، یہاں تک کہ مجھے یقین کامل ہو گیا کہ مرزا غلام احمد قادیانی اپنے دعویٰ الہام، مجددیت، مسیحیت، نبوت وغیرہ میں مفتری تھا۔ میں اس نتیجے پر پہنچا کہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں۔ حضرت مسیح علیہ السلام آسمان پر زندہ ہیں وہ قیامت سے پہلے اس دنیا میں واپس تشریف لائیں گے۔

تیرے رندوں پہ سارے کھل گئے اسرار دین ساقی
ہوا علم الیقین عین الیقین حق الیقین ساقی
صداقت کے لئے گر جاں جاتی ہے تو جانے دو
مصیبت پر مصیبت سر پہ آتی ہے تو آنے دو

چنانچہ میں اشکبار آنکھوں اور کفر وارتداد سے پشیمان اور لرزتے ہوئے دل سے اپنے رحیم وکریم خداوند قدوس کے حضور کفر مرزائیت سے تائب ہو گیا توبہ کے بعد دل کی دنیا ہی بدل چکی تھی۔

عصیان ما و رحمت پروردگار ما
ایں رانہایتے است نہ آں رانہایتے

میرے غفور ورحیم مالک:

عصیاں سے کبھی ہم نے کنارا نہ کیا
پر تو نے دل آزردہ ہمارا نہ کیا
ہم نے تو جہنم کی بہت کی تدبیر
لیکن تری رحمت نے گوارا نہ کیا

قادیانی جماعت نے اپنے اخبار الفضل میں جماعتی طور پر باضابطہ اعلان کیا تھا کہ مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ سے کوئی قادیانی مناظرہ نہ کرے، چنانچہ ساہیوال کے جلسہ میں لال حسین اختر نے مبلغین سلسلہ (قادیانیوں) کو خطاب کرتے ہوئے بار بار کہا: آؤ مناظرہ کرو تم مذہبی جماعت نہیں بلکہ سیاسی جماعت ہو، عنوان ہو کہ قادیانی کافر تھا، انگریز کا جاسوس تھا، دجال تھا، کذب تھا، گونگا شیطان تھا، اگر نہ آؤ تو لعنۃ اللہ علی الکاذبین فرشتوں کی لعنت، آسمان کی لعنت، زمین کے بسنے والوں کی لعنت، میں اللہ پاک کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر مرزائی مقابلہ پر آئے تو دن کے تارے نہ دکھائے تو لال حسین اختر میرا نام نہیں۔ (اقتباس از مقدمہ احتساب قادیانیت، ج:۱)

☆☆..........☆☆

انتقالِ پُر ملال

امام القرأت حضرت قاری رحیم بخش پانی پتیؒ کے شاگرد رشید، دار العلوم کراچی کے شعبہ حفظ وقرأت کے ممتاز استاذ مولانا قاری محمد حنیف ہوشیارپوری ۸/ اکتوبر ۲۰۰۸ء کو صبح کے وقت طویل علالت کے بعد اپنے خالق حقیقی سے جاملے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت قاری صاحبؒ تقریباً ۲۹ سال دار العلوم میں ہی خدمت قرآن کریم میں مشغول رہے، آپؒ کو ختم نبوت کے کاز سے خاص لگاؤ تھا، اکابرین ختم نبوت اور کارکنوں سے بڑی محبت وعقیدت تھی، عرصہ سے عارضہ قلب میں مبتلا تھے۔ صاحب فراش ہونے کے باوجود پورا رمضان المبارک حرمین شریفین میں گزارا، واپسی پر ایک ہفتہ بعد شدید دل کا دورہ پڑا اور عازم آخرت ہوئے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے امیر حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری، عبد اللطیف طاہر، محمد انور رانا، مولانا قاضی احسان احمد، مفتی محمد زکریا، حافظ محمد سعید اسعد، مولانا فخر الزمان نے نماز جنازہ میں شرکت کی۔ آپؒ کی تدفین دار العلوم کے قبرستان میں ہوئی۔ اللہ تعالیٰ قاری صاحبؒ کی بال بال مغفرت فرمائے اور ان کے ساتھ اپنی رضا و رضوان کا معاملہ فرمائے، پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ قارئین ختم نبوت سے درخواست ہے کہ اپنی دعاؤں میں مرحوم کو فراموش نہ فرمائیں۔

مولانا سید محمد شاہد سہارنپوری

جامعہ مظاہر علوم سہارنپور (انڈیا)

فتنۂ قادیانیت کا تعاقب

برطانوی استبداد نے ہندوستانی مسلمانوں کو ذہنی وفکری طور پر منتشر و پریشان کرنے کے لئے جتنی تحریکیں اور اسکیمیں تیار کیں ان میں مذہبی وسیاسی نقطۂ نظر سے سب سے خطرناک اور وسیع نقصانات کی حامل تحریک مرزا غلام احمد قادیانی کے ذریعہ چلائی جانے والی نبوت کاذبہ تھی، جو بعد میں قادیانیت کے نام سے مشہور ہوئی۔ یہ مسلمانوں کی جہادی قوت کو توڑنے کے ساتھ ساتھ نبوت محمدیہ کے خلاف ایک بغاوت تھی اور اسلام کی آفاقیت کو کمزور کرنے کے لئے ایک منظم سازش۔

اس بغاوت اور سازش کی شروعات اس وقت ہوئی جب ۱۸۶۹ء میں مسیحی عالموں اور پادریوں کا ایک بھرپور وفد ہندوستان صرف اس غرض سے آیا کہ یہاں کے حالات ومواقع کا جائزہ لے کر مسلمانوں کے جذبۂ جہاد کو ختم کرنے اور ان کو دینی اعتبار سے مفلوج ومنتشر کرنے کے لئے کچھ راہیں تلاش کرے، چنانچہ اس وفد نے برطانیہ واپس جاکر حکومت کو یہ رپورٹ دی کہ ہندوستانی مسلمانوں کی اکثریت اپنے دینی رہنماؤں کی تقلید کرتی ہے، ان حالات میں اگر کوئی ایسا شخص مل جائے جو نبوت کا دعویٰ کرے تو ہمارے لئے ممکن ہے کہ ہم اس شخص کے دعویٰ نبوت کو حکومت برطانیہ کی زیر نگرانی فروغ دے کر کامیابی حاصل کریں۔

چنانچہ اس مشورہ پر عمل کرکے سرکاری محکمہ کے ایک معمولی ملازم بنام غلام احمد قادیانی کو تلاش کرکے اس کے گلے میں جھوٹی نبوت کا طوق ڈال دیا گیا۔

نبوت کا یہ دعویٰ انہوں نے پہلے ہی مرحلہ میں نہیں کیا تھا بلکہ درجہ بدرجہ ترقی کرتے ہوئے وہ دعویٰ نبوت تک پہنچے تھے۔ چنانچہ انہوں نے مارچ ۱۸۸۲ء (جمادی الاول ۱۲۹۹ھ) میں یہ دعویٰ کیا کہ انہیں الہام ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک خاص کام ان کو سپرد کیا جارہا ہے اور گویا وہ مامور من اللہ ہیں۔

اپنی عمر کے چالیسویں سال یعنی ۱۸۸۰ء اور ۱۸۸۴ء کے درمیان انہوں نے ایک مذہبی مصلح کے روپ میں براہین احمدیہ لکھی۔ ۱۸۸۸ء میں انہوں نے اپنے متعلقین سے بیعت کا مطالبہ کیا۔ ۱۸۹۰ء میں اپنے الہام کی بنیاد پر انہوں نے یہ دعویٰ کیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام صلیب پر فوت ہوئے اور نہ آسمان پر اٹھائے گئے بلکہ سولی دیئے جانے کے بعد زخمی ہونے کی حالت میں ان کو اتارا گیا علاج کیا گیا اور پھر انہوں نے وفات پائی، نیز یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ آنے کا مطلب یہ ہے کہ ان کی سی صفات رکھنے والا ایک اور شخص امت میں پیدا ہوگا اور وہ میں ہوں، کچھ ہی وقت گزرا تھا کہ مرزا نے اپنے مہدی موعود ہونے اور پھر ۱۹۰۰ء میں جہاد کے دنیا سے ختم ہوجانے اور ۱۹۰۱ء میں اپنے نبی ہونے کا دعویٰ کیا۔

ان کے ان کفریہ اور باطل عقائد کی علماء اہل حق نے بھرپور مخالفت کرکے ان کے دعوؤں کی تردید کی اور پھر آخر میں ان باطل دعوؤں کے پیش نظر ان کی تکفیر کی۔ چنانچہ مولانا مفتی محمد عبداللہ صاحب لدھیانوی نے سب سے پہلے مرزا قادیانی کے کفر کا فتویٰ دیا اور پھر تمام علماء اس کے کفر وارتداد پر متفق ہوتے چلے گئے۔

جامعہ مظاہر علوم کے مربی روحانی اور سرپرست اعلیٰ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ چونکہ نہ صرف ہندوستان بلکہ عالم اسلام کے دینی وعلمی حلقوں میں امام الفقہ بلکہ اس سے بھی بڑھ کر فقیہ النفس تسلیم کئے جاتے تھے، اس لئے آپ کسی بھی شخص کے کفر اور مرتد ہونے کے فیصلہ کو مکمل احتیاط اور تحقیق حال کے بعد صادر فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ مرزا قادیانی کے خلاف بھی آپ نے یکدم کفریہ فیصلہ نہیں کیا بلکہ جیسے جیسے اس کے دعوؤں میں تبدیلی ہوتی گئی، حضرت اقدس گنگوہیؒ کے فتاویٰ اور فرمودات میں بھی آہستہ آہستہ تختی اور شدت پیدا ہوتی چلی گئی۔ چنانچہ آپ نے سب سے اول اس کے مجنون ہونے کا، دماغ میں فتور اور القاء شیطانی کا، اس کے اور اس کے متبعین کے گمراہ ہونے کا اور پھر دجال وکذاب ہونے کا فیصلہ کرتے ہوئے آخر میں اس کے کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہونے کا مکمل ومدلل فیصلہ صادر فرمایا اور عام مسلمانوں کی آگاہی کے لئے اس کو اشتہار کی شکل میں بڑی تعداد میں شائع کرایا۔

امام ربانی گنگوہیؒ کی علمی، فقہی اور روحانی حیثیت چونکہ امت کے تمام طبقات میں تسلیم شدہ تھی اس لئے اس فتویٰ کی اشاعت پر غلام احمد قادیانی اور اس کے متبعین کے تن بدن میں آگ لگ گئی اور وہ

نے آپ کو چیلنج دے کر مناظرہ، مباحثہ اور مباہلہ کی دعوت دی، چنانچہ حضرت نے اس چیلنج کو منظور کرتے ہوئے جواباً تحریر فرمایا:

''یہ مناظرہ تقریری طور پر ایک جلسہ عام میں ہوگا اور مجمع کثیر کی سہولت کے پیش نظر سہارنپور میں کیا جائے گا، نیز یہ مناظرہ تحریری نہیں بلکہ عمومی نفع کے پیش نظر تقریری ہوگا تاکہ تمام سامعین و شرکاء اجلاس اس سے فائدہ اٹھائیں۔''

مرزا قادیانی کا اس پر جواب یہ تھا کہ تقریری مناظرہ منظور ہے لیکن آپ تقریر کرتے جائیں اور دوسرا شخص آپ کی تقریر لکھتا جائے اور جب تک ایک کی تقریر ختم نہ ہو دوسرا فریق دوران تقریر نہ بولے اور پھر دونوں تقریریں شائع ہوجائیں۔ مزید یہ کہ میدان مناظرہ لاہور ہونا چاہئے، سہارنپور نہیں اس لئے کہ سہارنپور والوں میں حق و باطل کے فیصلہ کرنے کی سمجھ نہیں ہے۔ اس طرح مرزا قادیانی نے دونوں شرائط کو ماننے سے انکار کرکے مناظرہ سے گریز کیا۔

مرزا غلام احمد قادیانی کے بارے میں حضرت مولانا کا فتویٰ چونکہ اپنے اندر بڑی اہمیت اور اس دور کے تمام علماء کے یہاں زبردست استنادی حیثیت رکھتا تھا، اس لئے مرزا قادیانی کو آپ سے بھرپور عداوت اور نفرت تھی جس کا اندازہ اس کے قلم سے نکلنے والے ان جملوں سے ہوسکتا ہے:

ا:...... ''مولوی رشید احمد گنگوہی اٹھا اور ایک اشتہار میرے مقابل نکالا اور تھوڑے دنوں بعد اندھا ہوگیا، دیکھو اور عبرت پکڑو۔

۲:...... ان میں سے آخری شخص وہ شیطان اندھا اور بہت گمراہ دیو ہے جس کو رشید احمد گنگوہی کہتے ہیں۔''

جامعہ مظاہر علوم سہارن پور کے دارالافتاء سے ہمیشہ قادیانی نبوت کے خلاف دلائل و براہین کے ساتھ فتاویٰ بھیجے جاتے رہے اور جب کبھی انہوں نے شہر سہارنپور کو اپنی ارتدادی سرگرمیوں کا مرکز بنانا چاہا تو علماء اور اساتذہ مظاہر علوم ان کے مدمقابل دیوار بن کر کھڑے ہوگئے اور پوری قوت کے ساتھ ان کے کفریہ خیالات و عقائد کی تردید کی۔

آج سے لگ بھگ پچاسی سال قبل پیش آنے والے ایسے ہی ایک واقعہ کی اطلاع حضرت مولانا عبداللطیف صاحب مدینہ منورہ میں مقیم حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ کو اپنے ایک مکتوب میں اس طرح دیتے ہیں:

''قادیانیوں کی ایک جماعت نے شہر سہارنپور کو اپنی ارتدادی سرگرمیوں کا مرکز بنانا چاہا جس پر مظاہر علوم کے اساتذہ نے ان کا علمی اور تقریری طور پر پورا پورا تعاقب کیا اور مسجد کمنگران کو اپنا دفاعی مرکز بنا کر مسلمانان شہر کو کئی ہفتے تک وہاں جمع کرتے رہے اور مرزا غلام احمد قادیانی کے عقائد باطلہ و کفریہ کو کھول کھول کر بتلاتے رہے، نیز قرآن و سنت کی روشنی میں عقیدہ ختم نبوت کی وضاحت کرتے رہے جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ان قادیانیوں کے پاؤں شہر میں جم نہیں سکے اور ناکام واپس لوٹ گئے۔''

(مکتوب محررہ ربیع الاول ۱۳۴۵ھ، ستمبر ۱۹۲۶ء)

قادیانیت کے تاروپود بکھیرنے کے لئے یہاں کے علماء اور طلبا نے بارہا کامیاب مناظرہ اور مباحثے کئے گاہ بگاہ ان مناظروں کی تفاصیل اور روداد مدرسہ میں بھی شائع ہوتی رہتی تھی، چنانچہ ۲۶، ۲۷/ ذوالحجہ ۱۳۴۸ھ (۲۶، ۲۷/مئی ۱۹۳۰ء) میں کریم پور ضلع جالندھر میں اللہ دتہ جالندھری قادیانی وغیرہ سے صدق مرزا اور حیات مسیح پر اسی طرح حضرت مولانا عبدالرحمٰن کامل پوری، حضرت مولانا شاہ اسعد اللہ وغیرہ کے درمیان ہونے والے مناظرہ کی تفصیلات روداد ۱۳۴۹ھ (۱۹۳۱ء) میں تحریر ہیں، نیز یہ بھی تحریر ہے کہ اس مناظرہ میں خرمن مرزائیت کو ایسی آگ لگائی گئی کہ تیرہ مرزائیوں نے مجمع عام میں توبہ کی اور وہ اسلام میں داخل ہوگئے۔

ایک مشہور قادیانی کا مشرف باسلام ہونا

ماہ ربیع الثانی ۱۳۵۹ھ/مئی ۱۹۴۰ء میں جامعہ مظاہر العلوم کے سرپرست حضرت مولانا شاہ محمد الیاس کاندھلویؒ اور اسی جامعہ کے شیخ الحدیث و رکن شوریٰ حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلوی مہاجر مدنیؒ کے ہاتھ پر ایک مشہور قادیانی قادیانیت سے تائب ہوکر مشرف باسلام ہوئے۔

اس یادگار واقعہ کی مختصر تاریخ یہ ہے کہ ۱۷/ربیع الثانی ۱۳۵۹ھ/۲۵مئی ۱۹۴۰ء میں حضرت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے مرکز دہلی آکر مولانا محمد الیاسؒ اور حضرت شیخ الحدیثؒ سے ایک طویل ملاقات کی اور اسی موقع پر مشہور قادیانی لیڈر عبدالرحمٰن مصری کے فرزند حافظ بشیر احمد مصری حضرت مولانا محمد الیاسؒ کے ذریعہ مشرف باسلام ہوئے۔

معروف قادیانی لیڈر عبدالرحمٰن مصری، مرزا محمود (فرزند مرزا غلام احمد قادیانی) کے دست راست تھے، اس شخص کو بہت سی وجوہات کی بنا پر مرزا قادیانی کے خاندان میں بڑا اثر و رسوخ حاصل تھا اور بہت سے راز ہائے سربستہ سے یہ واقف تھے، لیکن ان پر جب مرزا محمود احمد کی غلط کاریوں اور حرام کاریوں کی تفصیلات کھلیں تو یہ کھلے طور پر مرزا محمود کے مقابلہ پر آگئے۔

حافظ بشیر احمد مصری عربی، اردو، فارسی اور انگلش کے زبردست فاضل و ماہر تھے وہ بھی اپنے والد کے ساتھ ساتھ مرزا محمود کی خلافت کے پھندے سے

نکل کر لاہوری گروپ میں شامل ہوگئے اور پھر اس گروپ کے مرکز ووکنگ مسجد لندن کے امام بن گئے لیکن توفیق الٰہی نے دستگیری فرمائی اور خود ان کی اپنے حق میں ہونے والی ہدایات کی دعائیں کارگر ثابت ہوئیں اور مختلف منامات میں ان کو بشارتیں ملیں، ایک خواب میں ان کو مرزائی خلیفہ کا چہرہ دکھایا گیا جو بھیانک طور پر سیاہ فام اور فسق و فجور کی کثرت سے مسخ شدہ تھا اور پھر اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کو دین و ایمان کی توفیق عطا فرماکر نبی آخرالزمان صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کا شرف بخشا۔

حافظ بشیر احمد موصوف اپنے قبول اسلام کی داستان اس طرح لکھتے ہیں:

”ان خوابوں کے بعد میرے دل و دماغ سے بہت بڑا بوجھ اتر گیا اور میں نے فیصلہ کیا کہ اپنی کتاب زندگی کا نیا ورق الٹ کر باضابطہ اسلام قبول کرلوں، چنانچہ سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ مجھے اپنے ساتھ مولانا محمد الیاس دہلویؒ کے یہاں لے گئے اور اس طرح ۱۹۴۰ء میں مولانا محمد الیاس دہلویؒ جیسے بزرگ کے ہاتھ پر بیعت کرکے مسلمان ہوا، اس مبارک موقع پر یہ حسن اتفاق تھا کہ شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ بھی موجود تھے۔ مغرب کی نماز پڑھانے کے بعد مولانا محمد الیاسؒ اور چالیس کے قریب معتقدین نے میرے حق میں دعا کی۔“

(”قادیانیت اس بازار میں“ از محمد متین خالد)

حافظ بشیر احمد اسلام قبول کرنے کے بعد ہجرت کرکے افریقہ چلے گئے، بیس سال وہاں سکونت کے بعد ۱۹۶۱ء میں مہاجر بن کر انگلینڈ آگئے وہاں انہوں نے اسلامک ریویو کے نام سے ایک رسالہ جاری کیا، ۱۹۶۴ء میں شاہجہاں مسجد ووکنگ کے پہلے سنی امام مقرر ہوئے، یہ مسجد برطانیہ کی سب سے پہلی مسجد تھی اور اس زمانہ میں سارے یورپ کے اسلامی مرکز کی حیثیت رکھتی تھی، پانچ سال تک اس مسجد کے امام رہ کر ۱۹۶۸ء میں وہ مستعفی ہوگئے۔

انجمن ہدایت الرشید کا قیام

قادیانیت اور دوسرے اسلام دشمن فتنوں سے مقابلہ کے لئے جامعہ مظاہر علوم سہارنپور کی جانب سے جمادی الاولیٰ ۱۳۳۰ھ/مئی ۱۹۱۲ء میں انجمن ہدایت الرشید کا قیام عمل میں آیا یہ زمانہ وہ ہے کہ ہندوستان میں دینی و مذہبی سطح پر ایک ہنگامہ برپا تھا۔

اس انجمن کے سرپرست اعلیٰ حضرت مولانا خلیل احمد مہاجر مدنیؒ، صدر حضرت مولانا عبداللطیف اور ناظم حضرت مولانا عبدالرحمن کامل پوریؒ، نائب ناظم حضرت مولانا اسعد اللہؒ مقرر کیے گئے تھے، نیز تحریری اور اشاعتی امور کی نگرانی مولانا نور محمد خان ٹانڈوی فاضل مظاہر علوم کی تھی جو رد قادیانیت پر اپنے وقت کے زبردست امام اور مناظر تھے۔

اس انجمن کی جانب سے وقتاً فوقتاً کتابیں، پمفلٹ اور اشتہارات شائع کرکے ان علاقوں میں بطور خاص بھیجے جاتے تھے، جہاں پر قادیانیت اپنے کفریہ پنجے گاڑنے کی کوشش کرتی تھی۔

مجلس تحفظ ختم نبوت کا قیام

آج سے پندرہ سال قبل محرم الحرام ۱۴۱۵ھ/جون ۱۹۹۴ء میں بطور خاص قادیانیت کے حملوں اور اس کی یلغار کو روکنے کے لئے جامعہ مظاہر علوم کی مجلس شوریٰ نے یہ شعبہ قائم کیا تھا، ابتدائی چار سالوں میں اس شعبہ میں صرف مبلغین حضرات تھے جو مختلف مقامات پر جاکر وعظ و ارشاد کے ذریعہ قادیانی دجل و تلبیس سے عوام کو آگاہ کرتے تھے، بعد ازاں محرم الحرام ۱۴۱۹ھ (۱۹۹۸ء) سے باضابطہ طور پر جامعہ مظاہر علوم سہارن پور میں شعبہ تعلیم و تدریب قائم ہوا، اب اس شعبہ کے ذریعہ مختلف مدارس عربیہ کے فارغین حضرات کو مختلف امتیازی حیثیتوں سے منتخب کرکے تحریری و تقریری طور پر جماعت قادیانی کی تردید کے لئے تیار کیا جاتا ہے۔

اس مقصد کے لئے اس شعبہ کا اپنا ایک جامع دستور اور یکسالہ نصاب ہے اور کئی ہزار کتابوں پر مشتمل اپنی لائبریری ہے جس کے ذریعہ ان منتخب شدہ افراد کو قادیانیت، اس کے کفریہ خدوخال اور اس کے تاریخی و سیاسی پس منظر کا پورا مطالعہ کرایا جاتا ہے، اس دس سال عرصہ میں شعبہ تعلیم و تدریب سے تینتیس (۳۳) علماء فضلاء نے رد قادیانیت پر اپنا ایک سالہ کورس مکمل کیا۔

ان علماء و فضلاء کا تعلق درج ذیل صوبوں سے ہے: صوبہ یوپی سے پانچ علماء، صوبہ بہار سے تیرہ علماء، صوبہ تمل ناڈ سے ایک عالم، صوبہ بنگال سے چھ علماء، صوبہ گجرات سے چار علماء، صوبہ راجستھان سے ایک عالم، صوبہ آندھرا پردیش سے ایک عالم، صوبہ کشمیر سے ایک عالم، صوبہ جھارکھنڈ سے ایک عالم۔

شعبہ تعلیم و تدریب میں ہر سال چھ طلبا کا داخلہ لے کر ان کو پورے سال رد قادیانیت پر اہم اور بنیادی کتابوں کا تقریری و تحریری طور پر مطالعہ کرایا جاتا ہے، ایسے تمام طلبا کو قیام و طعام اور کتابوں کی جملہ سہولیات کے ساتھ ساتھ نقد پانچ سو روپے ماہانہ وظیفہ دیا جاتا ہے۔

اس شعبہ کے لئے ایک سہ ماہی کورس بھی مرتب کیا گیا ہے تاکہ جو حضرات ایک سالہ مکمل تعلیم حاصل نہ کرسکیں وہ اس سہ ماہی کورس سے فائدہ اٹھائیں سہ ماہی کورس کرنے والوں کو جملہ سہولیات کے ساتھ ایک ہزار روپے ماہانہ وظیفہ منجانب مدرسہ دیا جاتا ہے۔

اس شعبہ میں ذمہ دارانہ طور پر خدمات انجام دینے کے لئے باقاعدہ طور پر استاذ مولانا محمد اکرم، مولانا محمد راشد گورکھپوری متعین ہیں، یہ دونوں اساتذہ

قادیانیت کے موضوع پر ملک بھر میں منعقد ہونے والے اجلاس اور پروگراموں میں بھی شریک ہوتے ہیں اور اس موضوع پر موثر اور مفید تقریروں کے ذریعہ عوام کو قادیانیت کے کفر و ضلال سے آگاہ بھی کرتے ہیں، چنانچہ ردِ قادیانیت کے سلسلہ میں جامعہ مظاہر علوم کی جانب سے گزشتہ تین سالوں میں درج ذیل مقامات پر اس شعبہ کے حضرات اساتذہ تشریف لے جا کر احقاق حق کا فریضہ انجام دے چکے ہیں: کرنال، جیند کروکیشتر، پانی پت، چھدبنا، کھاتہ کھیڑی، سہ روزہ تربیتی کیمپ وتحفظ ختم نبوت اڑیسہ، سہ روزہ تحفظ ختم نبوت تربیتی کیمپ و کانفرنس جھارکھنڈ، جلسہ تحفظ ختم نبوت بنگال، جلسہ ختم نبوت عبداللہ کالونی سہارنپور، جلسہ سیرت النبی جنواڑہ ضلع گڈا جھارکھنڈ، یک روزہ تربیتی کیمپ دہرہ دون، سہ روزہ تربیتی کیمپ احمد آباد گجرات۔

یہ شعبہ اب تک ہندی اور اردو زبان میں مختلف مضامین پر مشتمل دس پمفلٹ ہزاروں کی تعداد میں شائع کر کے مفت تقسیم کر چکا ہے۔

یہ شعبہ ہر سال شہر سہارنپور کے ائمہ مساجد کو مدعو کر کے قادیانیت پر ان کو متوجہ اور اس فتنہ کے خطرناک مضمرات اور عواقب سے ان کو آگاہ کرتا ہے، اس اجلاس میں شعبہ کی جانب سے شائع شدہ لٹریچر ان کو مفت فراہم کیا جاتا ہے تاکہ ائمہ حضرات اپنے اپنے علاقوں کے مسلم عوام کو ختم نبوت کی اہمیت دلائل کی روشنی میں بتلا سکیں اور سمجھا سکیں، اس سلسلہ کا دوسرا اجلاس آج ۹ رجب ۱۴۲۹ھ/۱۴ جولائی ۲۰۰۸ء بروز پیر مقام جامعہ مظاہر علوم، زکریا منزل منعقد کیا جا رہا ہے، اللہ جل شانہ اس کو قبول فرمائے، مثمر خیر و برکت فرمائے اور اس اجلاس کے ذریعہ سرکار دو عالم، شفیع المذنبین، آقائے دو عالم سیدنا محمد صلی اللہ تبارک وتعالیٰ علیہ وسلم کے امت پر ہونے والے احسانات کا کوئی ذرہ ادا کرا دے۔

☆☆.........☆☆

اسمِ محمد ﷺ

از رئیس الشاکری

مفہوم کرمؐ حسن عطا نام محمدؐ ہے بعد خدا سب سے بڑا نام محمدؐ
ہونٹوں پر بہرحال سجا نام محمدؐ لاریب کہ ہے نور خدا نام محمدؐ
ناموسِ وفا' صدق و صفا نام محمدؐ

آکاش سے دھرتی کیلئے نور کی دھارا دریائے کرم جس کا نہیں کوئی کنارہ
تا حدِ نظر صورت فردوس نظارا ہے ''م'' سے محبوبِ عالم کا اشارہ
آنکھوں کی ضیاء دل کی جلا نام محمد

اخلاص جگائے ہیں کہانی سبھوں کی کونین کو مہکا گئی دھرتی عربوں کی
تقدیر چمکنے لگی تاریک شبوں کی ''ح'' سے حیات ابدی جاں بلبوں کی
جاں آ گئی تن میں جو لیا نامِ محمدؐ

آنکھوں سے چمکنے لگے انوارِ صداقت ہر شے نظر آنے لگی پابندِ عدالت
بس اپنی مثال آپ ہوں شانِ سخاوت ہے ''م'' مکرر سے عیاں مہر نبوت
مصدر ہے محبت کا صدا نامِ محمدؐ

دل داری غریبوں کی' بیکس کی حمایت دل میں کوئی رنج نہ ہونٹوں پر شکایت
ہر طرح سے اللہ کے بندوں کی رعایت ہے ''د'' دلیل کرم و لطف و عنایت
داروئے شفا دل کی دوا نام محمدؐ

مرسلہ: حضرت مولانا محمد طلحہ کاندھلوی مدظلہ

گزشتہ سے پیوستہ

اللہ کے راستے میں جانے والی جماعتوں کو ہدایات

مسجد نبوی میں حضرت جی مولانا محمد یوسف کاندھلویؒ کا ایک اہم بیان

دعائیں کر کے چلو

جہاں سے چلو دعا کر کے چلو، شہر میں داخل ہو تو دعا مانگ لو، کام کے درمیان ذکر و دعا کے لئے مسجد میں آدمی چھوڑ دو، کام سے فارغ ہو تو پھر دعا مانگو، دن کے کام کے لئے رات کو بھی خوب دعا مانگو، جب شہر میں نکلو مجتمع رہو کہ چلو تم مسجد کے حساب میں جارہے ہو، شام والے مصر والے مسجدوں میں جائیں گے، ہمارا پورا سفر مساجد کی آبادی کے لئے ہے، جب مسجد میں داخل ہو تو داخلہ کی دعا پڑھ لو، اعتکاف کی نیت کرلو اور مکروہ وقت نہ ہو تو دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھ لو، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بازاری اختلاط سے اپنے آپ کو بچاؤ مسجد کی زندگی راست بازی کی زندگی ہے جہاں جاؤ صحیح ہو کر چلو، اس طرح مجتمع ہو جاؤ کہ تمہاری ہیئت (صورتوں) سے پتا چل جائے کہ یہ امتیازی لوگ ہیں، نگاہیں نیچی، ذکر کرتے ہوئے، بازار کی آوازیں تمہارے کانوں میں نہ پڑیں نہ بازار کی چیزیں آنکھوں میں گھسیں، ہمیں یہ آتا نہیں ہے، اس کی نیت کر کے جاؤ یہ بات ہمارے میں آجائے، اپنا جائزہ لیتے رہو کہ جس طرح آنا چاہیے تھا آیا نہیں، جتنا کیا شکر کرو اور نہ کیا تو ندامت ہو۔

مشورہ سے کام کیا جائے

جاتے ہی مشورہ، تعلیم کا نظام اور خصوصی گشت کا سلسلہ شروع کر دیا جائے، خدمت کے لئے ساتھی مقرر کر دیئے جائیں، سادگی کھانے میں لباس میں سواری میں اختیار کی جائے قربانی کے ساتھ وقت گزارا جائے کہ اللہ کو پسند آجائے۔

عمومی گشت

عمومی گشت میں ایک دو آدمی مسجد میں ذکر اور ایک ساتھی مجمع سے بات کرنے کے لئے چھوڑ دو، باقی ساتھی مقامی احباب کے ساتھ گشت پر جائیں اور ایک ساتھی کو متکلم بنالو اور دو دو پانچ پانچ کو متوجہ کر کے کلمہ کے مفہوم کی بات کریں، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کلمہ کی دعوت دیتے تھے، ہمیں بھی ہر جگہ کلمہ کی بات کہنی ہے۔ ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' اللہ نے ہماری دنیا اور آخرت کی کامیابی اپنے حکموں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے پر پورا کرنے میں رکھی ہے، اگر ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے اختیار کئے اور دین پر عمل کیا تو اللہ ہمیں کامیاب کریں گے اور اگر اللہ کے احکامات اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے اختیار نہیں کئے تو ہم خسارہ میں رہیں گے، نماز کو بھی نقد مسجد میں لانے کا عنوان بنا سکتے ہو، بھائی اللہ کا سب سے بڑا حکم نماز ہے، اذان ہوگئی مسجد میں چلو موقع محل کی بات ہے، محنت کرتے رہو گے تو کھلتی جائے گی کہ کس سے کس طرح بات کرنی ہے۔

بیان

نماز کے بعد اعلان کیا جائے اور بیان کرنیوالا ساتھی مختصر سنتیں پڑھ کر فوراً کھڑا ہو جائے۔ جب تم نے گشت کیا اب نماز پڑھنے کے بعد سنتوں میں لگ گئے، سلام پھیر کر دعا مانگی تو دیکھا کہ سب مسجد خالی، سارا گشت رکھا رہ گیا، شاید ان علاقوں میں جہاں جہاں تم جا رہے ہو مختصر سنتوں کی بھی نوبت نہ پڑے، اگر وہ دو منٹ میں سنتیں پڑھتے ہیں تو تم ایک منٹ میں پڑھ لو، ایک اس دروازے پر ایک اُس دروازے پر تم میں سے کھڑا ہو جائے اور حکمت سے بصیرت اور خوشامد سے مقامیوں کو بیان میں بٹھائیں، زبردستی نہ کریں، بات کرنے والا پہلے سے طے ہوا گر طے نہ ہو تو امیر فوراً کھڑا ہو جائے اور کھڑے ہو کر لوگوں کو متوجہ کرے اور ساتھیوں میں جس کو چاہے کھڑا کر دے۔

ہماری محنت سبب کے طور پر ہے محنت صحیح کر کے اور مناسب تشکیلیں کر کے اب دعائیں مانگو، اس کام کا نفع اتنا نہیں جتنا تم نے یہاں دیکھ لیا، کیا خبر کہ ان لوگوں کے دلوں میں یہ بات بیٹھ جائے، اس وقت اعذار کی وجہ سے نہ نکل سکتے ہوں کیا خبر جن تک دعوت پہنچی تم سے اچھا کام کرنے والے آئندہ یہ ہو جائیں، اپنے لئے اور ان کے لئے حق کی طرف پھرنے کی دعائیں خوب مانگیں، نمازیں پڑھ کر خوب مانگیں اگر اللہ ہمیں نہ لگاتا تو ہم کیسے لگتے، اللہ ہر چیز پر قادر ہیں تم ہر عمل سے پہلے اللہ سے مانگ لو کہ: اے اللہ! یہ دین کی محنت صحیح طور پر اصولوں کے ساتھ کرنے کی سعادت عطا فرما، کوشش اس بات کی کرو کہ جہاں تم دعوت دو لوگ تمہارے ساتھ لگ جائیں اور کچھ دن تمہارے ساتھ رہ کر اس کام کی عملی مشق کرلیں اپنے

ملک میں لانے کے بھی مطالبے ہوں گے اور اس علاقہ میں بھی ساتھ رہنے کے ۲۴ گھنٹے ساتھ نہ دیں تو کمائی کے اوقات کے علاوہ وقت میں ساتھ ہوں۔

اصولوں کا تذکرہ کرتے رہو

اصول کب کھلیں گے جب ان اصولوں کا تم مذاکرہ کرتے رہو گے، ہر جگہ اس بات کی کوشش کریں کہ وہاں کے لوگ تمہارے ساتھ خصوصی و عمومی گشتوں، تعلیم وغیرہ میں شریک ہوں، جزویات نہیں چھیڑیں گے کوئی اختلافی بات نہ کریں گے، جو چیز کرو مقامیوں کو اصول سمجھا دو کہ اس طرح کیا جائے، اللہ مجھے اور تمہیں بھی توفیق دے کہ جس طرح محتاج کہتا ہے اس طرح بات کریں، ہماری حاجت ہے کہ لوگ دین کی طرف آئیں تاکہ اللہ ہم سے راضی ہو جائے، چار دن، پانچ دن، آٹھ دن کے لئے ساتھ لاو اور ان کی خوب خدمت کرو اور کام سمجھاؤ۔

صحابہؓ کے اوصاف

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے باہر کے علاقہ والوں سے پوچھا کہ تم نے میرے صحابہ کو کیسا پایا؟ عرض کیا بہترین بھائی پایا، رات کو ہمارے خادم تھے، کھلاتے تھے، پلاتے تھے، بستر دیتے تھے اور خود زمین پر سوتے تھے اور صبح کو ہم کو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کی تعلیم دیتے تھے، اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جیسا ہم نے آپ کے صحابہ کو پایا ایسا تو ہم نے کہیں کسی کو نہیں پایا، پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جو کچھ سیکھا ان سے سنتے تھے، کوئی التحیات، کوئی سورۃ فاتحہ، کوئی ایک سورۃ، کوئی دو سورتیں سناتا اور جو سنتیں سکھائی گئی تھیں سناتا تھا۔

ہم ان طریقوں پر کام کو چلانا چاہتے ہیں جن طریقوں پر اسلام پہلے پھیلا، اپنے بستروں میں ان کو شریک کرو، کھانے میں شریک کرو، ان کے دلوں کو لیا جائے، خدمت سے مخدوم کا دل ہاتھ میں آ جاتا ہے۔

کسی کام کو وجود میں لانے کے تین طریقے ہیں:

(۱)زور، (۲)زر، (۳)زاری۔

نبیوں کا کام زاری سے چلتا ہے تم زاری والا معاملہ کرو۔ اپنے علاقے میں کام کرنے سے لے کر دو تین دن اور چوبیں گھنٹے تک کی دعوت دی جائے، اختلاف نہ چھیڑے جائیں، مقامی لوگوں کو معلوم ہوتا ہے کہ کون نمازی ہے اور کون نمازی نہیں، اسی لئے مقامی کو رہبر بنایا جاتا ہے، سارے اصول اسے سمجھا دیئے جائیں کسی کی تنقیص نہ کی جائے، حالات حاضرہ پر کوئی تبصرے اور تذکرے نہ کئے جائیں، بیان کے بعد مطالبہ ہو اور پھر سب ایک دوسرے سے بات کریں وہ یہ کہے کہ میں کاروباری ہوں، اب تقریر نہ کرو عذر کا جواب دلجوئی سے دو اور یہ بھی کہہ سکتے ہو کہ ہم بھی کاروباری ہیں، ہمارے بھی بیوی بچے ہیں، اس طرح سے نہ کہو کہ اپنی بڑائی سامنے آئے۔

الدال علی الخیر کفاعلہ:

آپ نے کہیں دعوت دی، لوگوں کے دل میں بات آ گئی سیکھا سکھایا، بچوں کو بھی تعلیم دی اور اسلامی زندگی بن گئی، آپ کے دو گھنٹوں کی دعوت پر ایک اسلامی زندگی پچاس سال تک ان کی چلتی رہی تو اللہ نے آپ کو دو گھنٹوں میں اتنی بڑی قیمت دیدی، دعوت میں محسوس نہیں ہوتا کہ بہت کر رہا ہے، لیکن حقیقت میں بہت کر رہا ہے، آپ نے پانچ منٹ بات کی کہ ایک آدمی نے پچاس سال کی زندگی ایمانی و اسلامی گزار دی آپ نے پچاس سالہ زندگی کا ثواب پانچ منٹ میں لے لیا، تمہیں مجموعہ کا ثواب ملے گا، اگر اس آدمی کی وجہ سے لوگ دین میں آ گئے تمہیں ہر خیر کے کام پر اس دعوت کو مقدم رکھنا ہے، جب دعوت بڑی چیز ہے تو اس کو بڑا ہی سمجھیں گے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے فرمایا: آج تم مجھ سے دین کی باتیں سنتے ہو کل تم سے دین کی باتیں سنی جائیں گی، پھر ان لوگوں سے دین کی باتیں سنی جائیں گی، جن لوگوں نے تم سے دین کی باتیں سنی تھیں (لہٰذا تم خوب دھیان سے سنو اور ان کو بعد والوں تک پہنچاؤ پھر وہ لوگ اپنے بعد والوں تک پہنچائیں اور یہ سلسلہ چلتا رہے)۔

اللہ نے دعوت موسیٰ علیہ السلام کو دی: ''انسی انا اللّٰہ لا الٰہ الا انا'' انہوں نے بنی اسرائیل کو دی اور ختم نبوت کے حساب میں ہمیں مل گئی، یہ تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم ہوگئی تو امت کو مل گئی اور جتنے عمل ہیں ان کے لئے جتنی قربانی درکار ہے، ان سب سے زیادہ دعوت کے لئے قربانی درکار ہے، اتنا سامنے رہے کہ دعوت میں اول مخاطب اپنے آپ کو بناؤ، اپنی دعوت سے اپنے کو مستثنیٰ نہ سمجھو۔ چوتھی دعوت کی شکل ہے کہ امیر صاحب نے چھٹی دیدی، ایک آدمی بھی مسجد میں آ جائے تو تم دعوت دو یہ انفرادی دعوت ہے۔

تعلیم میں چار چیزیں

اسی طرح تعلیم اجتماعی بھی ہے اور انفرادی بھی تعلیم کے چار جزو ہیں: ایک نوعیت یہ ہے کہ تعلیم میں سب اکٹھے ہو کر فضائل کی کتابیں سنیں اس طرح کہ ترغیبیں دل میں اتر جائیں، دل میں اترنے کی نیت کر کے صحابہ کرامؓ کے واقعات سنیں، ترغیبات جب دل میں اتریں گی تو عمل پر آئیں گے، اگر توجہ سے سنا آ جائے تو عمل کے وقت اس عمل کی قیمت اللہ ہمارے سامنے لے آئیں گے، ہمارا دھیان کتاب کی طرف رہے، ذکر کرنا اخلاق والا بننا آسان، مجاہدہ بھی آسان، اخلاص پر آ جانا بھی آسان، اگر تعلیم میں ترغیبات دل میں اتر جائیں، اس وقت سننے کا موضوع ہے بولنا نہیں، اگر بولنا نہ آئے دل میں اتر جائے تو عمل کی توفیق دے دیں گے، خدا تمہیں موقع

ویں تو خالی وقت میں حدیث یاد کرلیا کرو، لیکن اس وقت کا موضوع صرف سننا ہے، اللہ کی عظمت اور بڑائی کی آیات، فضائل کی احادیث اور صحابہ کرامؓ کے تقویٰ وخشیت کے واقعات سنیں تو اللہ کا ڈر ہمارے اندر پیدا ہوجائے اور عمل کا شوق پیدا ہوجائے۔ تعلیم میں دوسری چیزیں سورۂ فاتحہ اور چند سورتوں کا سیکھنا اور سکھانا۔ تیسرے چھ نمبروں کا مذاکرہ اور چوتھے یاد کرنا، جس میں مسائل کا سیکھنا، نمازوں کا سیکھنا اور سکھانا، آداب کو سیکھنا، روز مرہ کی دعاؤں کو سیکھنا شامل ہے جو انفرادی ہوں گے اجتماعی تعلیم میں نہیں۔

نماز میں چار چیزیں

اسی طرح نماز میں چار چیزیں: حال کی نمازوں کی ادائیگی، قضا نمازوں کا ادا کرنا، سنتوں کا اہتمام اور نوافل کی ادائیگی۔

ذکر میں چار چیزیں

(۱) ذکر میں قرآن کی تلاوت، (۲) اذکار مسنونہ، (۳) اذکار مشائخ اگر کسی سے بیعت ہوں، (۴) دعائیں۔

اگر سولہ گھنٹے یومیہ ایسے گزر جائیں تو اس راستہ کی دعا میں اللہ کے ہاں خوب چلیں گی، خدا کے راستے میں قربانی ایک عمل ہے، اگر یہ صحیح ہوجائے گا تو اللہ راضی ہوجائیں گے، طالب وہ ہے جو ایک طرف محنت کرے اور پھر دوسرے خوب اللہ سے مانگے۔ باقی چھ گھنٹوں میں بھی سوچنے کی بات ہے، شیطان سولہ گھنٹے میں بننے نہیں دے گا۔

چار چیزیں کم کرنے کی ہیں

شیطان سے تحفظ کی صورت یہ کہ چار چیزوں کو موضوع کے طور پر کم کرو: (۱) سونا کم، اتنا کم نہیں کہ دماغ خراب ہوجائے، عمومی اوسط چھ گھنٹے سونے کے، (۲) دوسرے کھانے پینے میں وقت کم خرچ کرو، (۳) تیسرے پیشاب پاخانہ میں وقت کم خرچ، (۴) اور چوتھے آپس کی بات چیت میں وقت کم خرچ ہو، اس میں شیطان غیبت، بہتان اور دنیا کے تذکرہ لے آتا ہے اس واسطے چار چیزیں کم کی جائیں، ایسا نہ ہو کہ پیشاب کرنے چلے، دکان دیکھی وہاں سے پینسل لی، ہوٹل دیکھا تو چائے پینے بیٹھ گئے، یعنی گئے تھے پیشاب کرنے اور آدھے پونے گھنٹے بعد واپس آئے، کوئی صاحبزادہ چائے پی رہے ہیں، کوئی مٹھائی کھا رہے ہیں، اب تم یہ بتاؤ کہ پیشاب کہاں ہوا، سیدھی بات ہے چاہے کھانا پینا ہے تو کہئے کہ فلاں بات کو جانا ہے، امیر اجازت دے تو جایئے، پیشاب پاخانہ میں اس طرح وقت خرچ ہو جس طرح معتکف وقت خرچ کرتا ہے، مشغول آدمی پیشاب پاخانہ سے پانچ منٹ میں آئے گا اور فارغ آدمی آدھے گھنٹے میں آئے گا۔

وقت فرصت ہے کہاں کام بہت باقی ہے

ہم فارغ نہیں ہیں، آج دین مٹ رہا ہے، تہجد گزاروں کی اولادیں ناچنے گانے والے بن رہے ہیں، یہ وقت ہمارا فرصت کا نہیں ہے، یہ جو تمہیں کام بتایا ہے اس سے خدا کی مدد تمہارے ساتھ ہوگی، جب ایک وقت تم نے اللہ کے لئے دے دیا تو کیا ہم اس کے لئے زیادہ اپنے کو دعوت والے اعمال میں مشغول قرار نہ دیں، صحیح طریقے سے یہ وقت گزرے گا قیمتی بنے گا اللہ کو پسند آئے گا تو پھر اللہ تبارک وتعالیٰ تمہاری دعائیں خوب قبول کریں گے۔

کھانا کم سے کم وقت میں کھاؤ درمیان میں دنیا کی باتیں شروع نہ ہوں، ہاں اگر کھانے میں دو چار آدمی ہوں، جن کو بلایا ہے تو دعوت بن جائے گی، اس زمانے میں لوگ بولنے کی بہت مشق کرتے ہیں، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو وصیت فرمائی کہ زبان کو قابو میں رکھو، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا دی کہ اللہ تعالیٰ اس بندہ پر رحم فرمائیں جو اچھی بات کرے یا خاموش رہے اور زبان کی لغزشوں سے بچ جائے۔ حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ، حضرت ابوذرؓ کا قول ہے کہ جس طرح بولنا سیکھا جائے اسی طرح چپ رہنا بھی سیکھا جاتا ہے، اس راستے میں نکلنے کے بعد ہمیں اپنے بولنے کی بھی صحیح مشق کرنی ہے، حضرت عمرؓ فرماتے ہیں: انسانوں کے تذکروں سے بلائیں آتی ہیں اور اللہ کے ذکر سے بلائیں دور ہوجاتی ہیں، جو ضروری باتیں ہیں وہ مستثنیٰ ہیں اور موضوع کے طور پر اس دعوت والے کام میں باقی نہیں، یہاں دل بہلانے کے لئے باتیں نہیں ہیں، عمل پر آتا ہے، دل ہی کے ذوق کو بدلنے کے لئے ہاتھ پاؤں مار رہے ہیں، تو چار عملوں کو زیادہ کرنا: دعوت، تعلیم، نماز اور ذکر اور چار کو کم کرنا ہے: کم کھانا، کم سونا، پیشاب، پاخانہ میں کم وقت خرچ کرنا اور کم بات چیت کرنا۔

چار چیزیں بالکل نہیں کرنی

اور چار کو بالکل چھوڑنا ہے، سوال، اشراف، اسراف اور بلا اجازت کسی کی چیز کا استعمال، یہ اگر چار چیزیں قابو میں آجائیں تو تمہارے کام اسلاف کے تابع بن جائیں۔

سوال اور اشراف

انسان میں اللہ تعالیٰ نے مادۂ طلب رکھا ہے اگر رخ اللہ کی طرف چلا جائے تو دعا اور اگر انسانوں کی طرف تو سوال یا اشراف، مسجد میں گئے یہ دعوت کردے، اندر مادۂ طلب ٹپک رہا ہے، یہی کچھ دیدے، میں اپنے واسطے تھوڑی کہہ رہا ہوں دوسروں کے لئے کہہ رہا ہوں، پہلے تو آدمی دوسروں کے لئے سائل بنتا ہے، پھر بعد میں اپنے لئے سوالی بن جاتا ہے، مادۂ طلب کو اللہ تعالیٰ اپنی طرف متوجہ کردے، جب بھی ایسے حالات آئیں اللہ کی طرف متوجہ ہو کہ اے اللہ! ہمارے کھانے کا انتظام کردے، سواری کا

انتظام کر دے، خدائے پاک نے تمہاری طلب کسی کے جی میں ڈال دی اور اس نے تمہاری خوشامد کی تو یہ بہت پاک ہوگا، کیونکہ تمہاری طلب اللہ کی طرف تھی، آخر میں اس کی دلجوئی کے واسطہ کہ دین کے کام میں لگے گا اس کی دعوت قبول کر لو، یاد رکھو ہماری وجہ پاک نہیں اللہ کی وجہ پاک ہے، دعا جب تک دعا رہے گی جب تمہارے اور خدا کے درمیان رہے اگر دکھا کر مانگو گے تو یہ دعا نہ رہے گی، اندر کی دعا اصل ہے، دل دل میں مانگو۔

اسراف

اسراف کیا ہے؟ آدمی میں حق تعالیٰ شانہ نے زیادہ کی طلب کا مادہ رکھا ہے، اگر اپنے ہی اوپر یہی خرچ ہو جائے تو اسراف اور دوسروں پر ہو تو سخاوت، اسراف کے درجات بنیں گے ایک آدمی چٹنی روٹی کھا رہا تھا سالن کھانے لگا تو اسراف ہوگا، ایک آدمی چار کھانے کھا رہا تھا، دو کھانے لگا تو اسراف نہیں ہوگا، آج دنیا میں اسراف کا نظام قائم ہے، بس جو کچھ ہے اپنی زندگی پر لگا لو دوسرے چاہے فاقہ سے ہوں، ہم ایسا کہتے ہیں کہ آدمی کے سامنے آخرت رہے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی تمام زندگیوں کے امام کی زندگی ہے، اماموں کے امام کی زندگی ہمارے سامنے رکھی گئی ہے، علو سے کبر سے ہماری حفاظت ہو جائے گی اگر ان کی زندگی سامنے رکھیں گے، نیت کرو کہ یہاں تک پہنچنا ہے، کرو اتنا جتنا کر سکتے ہو، دس کھانے کھاتے ہو تو ساڑھے نو کر دو، کم کرتے چلے جاؤ، نیت کرو کہ ایک اپنے پر لگاؤں گا تو نو اللہ کے راستے میں دوں گا، ہر ایک آدمی کا ذوق ہوا کرتا ہے، عمل تعلق رکھتا ہے، استعداد سے محبت تعلق رکھتی ہے اندر سے، ہوتا نہیں ہے اگر محبت نہیں، استعداد نہیں تو اس محبت پر ل جائے گا، اس واسطے اس راستہ میں نکل کر یہ بات طے کر لی جائے کہ اسراف سے نکل کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی قناعت کی زندگی پر آتا ہے اور جتنی سادگی ہو سکے غذا میں، مکان میں، رہائش میں، اختیار کی جائے۔

بغیر اجازت کسی کی چیز کا استعمال

اور کسی کی چیز بلا اجازت استعمال نہ کرو، ساتھی نے ٹھہرنے کے لئے مکان دیا ہے، مکان کی چیزوں کو بغیر پوچھے استعمال نہ کرو، ساتھی اگر اجازت دے بھی دیں تو ان کی چیزوں کو ان کی ضرورت کا خیال کرتے ہوئے استعمال کرو، آپ اندازہ لگایئے کہ اپنی اس چیز کی اس کو کب ضرورت ہوتی ہے، جس وقت وہ پانی لیتا ہے تو اس وقت اس کے گلاس سے پانی نہ پیو، اس کی چیزوں کے اندر اعتدال پیدا کرو، اجازت کے بعد اس کی ضرورت کا لحاظ رکھتے ہوئے اس کی چیز کا استعمال کیا جائے یہ ہے حسن معاشرت، کسی کے ساتھ تو لوگ جانا چاہتے ہیں اور کسی کے ساتھ نہیں جانا چاہتے، اس کی وجہ یہی ہوتی ہے، یہ زندگی اولوالعزمی سے آئے گی، اس میں صبر برداشت اور عفو و درگزر ہے۔ یہ "ادفع بالتی ھی احسن" والی زندگی ہے، دوسرا آپ کے ساتھ بے عنوانی کرے تم اس کے ساتھ اخلاق سے پیش آؤ۔ یہ چار چیزیں بچنے کی ہیں: سوال، اشراف، اسراف اور بغیر اجازت کسی کی چیز کا استعمال۔

خدمت گزاری اس میں بھی چار چیزیں ہیں

اس سے انسان کا "میں" ٹوٹتا ہے، اس میں بھی چار چیزیں ہیں: (۱) اپنی خدمت، (۲) اپنے ساتھیوں کی خدمت، (۳) امیر کی خدمت، (۴) جو محتاج خدمت نظر آئے اس کی خدمت، اس میں مسلم اور غیر مسلم دونوں برابر ہیں۔

حضرت عمرؓ نے اپنے بیٹے عاصم سے فرمایا کہ: رافع اور اسلام کا ساتھی بن جا، قوموں کی خدمت کر، خدمت سے مخدوم کا دل ہاتھ میں آجاتا ہے، آپ لوگوں کی خدمت کرنے والے بن جائیں، پھر اللہ تعالیٰ لوگوں کے دلوں میں آپ کی خدمت کا جذبہ ڈال دیں گے، جب یہ خدمت کرتا ہے تو اس کا بہت بڑا تحفظ ہے، ساتھیوں کی بھی خدمت، امیر کی بھی خدمت اور جو محتاج خدمت ہو خواہ مسلم ہو یا غیر مسلم۔

خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ خدمت گزاری سے اتنے اونچے درجے پر پہنچے ہیں، لوگوں کو کھانا کھلاتے اور سلاتے اور دل و جان سے مدد کرتے۔ اس موقع پر حضرت رحمہ اللہ یہ شعر پڑھ کرتے تھے:

منت منہ کہ خدمت سلطاں ہمی کنی
منت ازو شناس کہ در خدمت گزاشت

اپنے آپ کو خادمیت کے رخ پر ڈالو

اس راستے میں نکلنے کے بعد اپنے آپ کو خادمیت کے رخ پر ڈالا جائے، مخدومیت کے رخ پر نہ ڈالا جائے، خدا تمہیں بھی توفیق دے اور مجھے بھی حضرت طلحہؓ نے دیکھا کہ حضرت عمرؓ روزانہ ایک مکان میں جاتے ہیں تحقیق کی کیوں جاتے ہیں، ان کے جانے کے بعد گئے، دیکھا ایک بڑھیا نابینا، بہت بوڑھی، پوچھا یہ آدمی تیرے ہاں کیوں آتے ہیں؟ کہنے لگی کہ: میرا پاخانہ صاف کرتے ہیں، کپڑے دھوتے ہیں، یہی میری خبر رکھتے ہیں اور کوئی نہیں، حضرت طلحہؓ رونے لگے، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا قصہ پہلے سنا چکا ہوں۔

امیر اور مامور کا تعلق ٹھیک ہونا ضروری ہے

اگر اس طرح کام کریں گے تو اللہ تعالیٰ ہماری مدد کریں گے، اسلام کے عروج کی شکلیں جب وجود میں آئیں گے جب امیر اور مامور کا تعلق ٹھیک ہوگا، اس کام میں امیر اور مامور والے اصولوں کی بہت اہمیت ہے: "واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً و لا تفرقوا" امیر ہونے کا مطلب یہ نہیں کہ وہ کبھی ادھر

احساس خطرات

جانباز مرزا

اے مسلمانو! تمہاری داستاں خطرے میں ہے
قافلے والو! امیر کارواں خطرے میں ہے
زندگی کو عافیت کا نام دینے سے ندیم
موت کہتی ہے حیاتِ جاوداں خطرے میں ہے
قبلۂ اول گیا اب قبلۂ ثانی کہاں؟
ملت بیضا! تیرا ہر اک نشاں خطرے میں ہے
کل جہاں روندا گیا ختم نبوتؐ کا مقام
اب وہاں مدح صحابہؓ کا بیاں خطرے میں ہے
ابن آدم نے ستاروں پر کمندیں ڈال لیں
اے خدا والو! خدا کا لامکاں خطرے میں ہے
ڈھل رہا ہے وقت کے سانچے میں آئینِ جہاں
واعظ شیریں بیاں تیری زباں خطرے میں ہے
آدمیت بک رہی ہے آدمی کے ہاتھ سے
وقت کے بازار میں سُود و زیاں خطرے میں ہے
ڈھال لیں آہن گروں نے بجلیاں فولاد میں
وقت کے چارہ گرو! دورِ رواں خطرے میں ہے
ہے کوئی جانباز جو خطرات کے احساس سے
امنِ عالم سے کہے سارا جہاں خطرے میں ہے

جا یہ کہے ادھر تو جا، امیر صاحب ماموریں کو لے کر ادھر ادھر پھریں گے، کچھ کام نہ کر سکیں گے، اجتماعیت میں بہت بڑی طاقت ہے، دنیا کے پاس اسلحے کی طاقت ہے اور ہمارے پاس اجتماع کی طاقت، امیر مشورہ کر کے کام کرے، اگر وہ بغیر مشورہ کے کام کریں گے تو یہ ان کی کوتاہی ہوگی اور اگر امیر نے کوئی حکم دیا تو نہ ماننا بہت بڑی کوتاہی ہوگی، جب مشورہ ہو جائے تو امیر شرح صدر کے بعد جو فیصلہ کرے اس کو ماننا ضروری ہے، اعتراض امیر پر نہیں کرنا چاہئے، اگر ہماری رائے کے خلاف فیصلہ ہو تو جان لینا چاہئے کہ امیر نے جو بھی فیصلہ دیا ہے، اس میں خیر ہے میرے نزدیک ایک تو اخلاص اس میں بہت زیادہ اور دوسرے جوڑ۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرامؓ سے فرماتے ہیں کہ تم میں جو شخص اپنے امیر کی ایسی بات دیکھے جو اسے ناگوار ہو تو اسے چاہئے کہ اس پر صبر کرے، چونکہ جو شخص مسلمانوں کی جماعت (یعنی اجتماعیت) سے بالشت بھر بھی جدا ہوا (اور توبہ کئے بغیر) اسی حالت میں مر گیا تو وہ جاہلیت کی موت مرا۔ ان موٹی موٹی باتوں کا لحاظ رکھا جائے۔

ہم مخلوق ہماری محنت مخلوق:

اور یہ بات ذہن میں رہے کہ ہم مخلوق، ہماری دعوت، دعائیں مخلوق اور مخلوق سے کچھ ہوتا نہیں اور اگر اللہ کو ہماری محنت پسند آ گئی تو اللہ پاک سب کچھ کر دیں گے، اللہ چاہیں تو امریکا کو پلٹ دیں، جتنی جھلک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہماری زندگی میں آئے گی اتنا ہی زندگی کا رخ اللہ کی طرف پھرے گا اور اللہ کی مدد اور نصرت ہمارے ساتھ ہوگی۔

"للہ الحمد والمنۃ"

☆☆............☆☆

خبروں پر ایک نظر

یومِ دفاع ختم نبوت کنونشن ٹنڈوآدم

ٹنڈوآدم (رپورٹ: حافظ محمد فرقان انصاری)
پورے ملک کی طرح ٹنڈوآدم میں بھی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام اس سال ۷/ستمبر کو مرکزی جامع مسجد ختم نبوت، مسجد انوار ختم نبوت، بلال مسجد قائداعظم کالونی، بلال مسجد بالاگام روڈ، جامع مسجد ختم النبیین رشید کالونی، قبا مسجد نزد لطیف گیٹ میں یوم دفاع ختم نبوت کنونشنز رکھے گئے۔ مذکورہ مساجد میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت صوبہ سندھ کے امیر حضرت مولانا احمد میاں حمادی دامت برکاتہم، مرکزی مبلغ مولانا محمد راشد مدنی، مفتی محمد طاہر مکی حنفی، حافظ محمد زاہد حجازی، حافظ محمد طارق حمادی، مولانا عبدالجبار تھری، حافظ محمد راشد طیار نے یوم دفاع ختم نبوت کنونشنز سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ قادیانیت اسلام اور مسلمان کے لئے زہر قاتل ہے اور اس کرۂ ارض پر بدترین گستاخان رسول کا ٹولہ ہے، قادیانیت کی پیٹھ پر امریکا و اسرائیل کا ہاتھ ہے، جس کی وجہ سے ان پر ہاتھ ڈالنا مذاق نہ تھا مگر پھر بھی مجلس تحفظ ختم نبوت نے پوری امت کو متحد کرکے اس فتنے کے خلاف تحریک کا آغاز ۱۹۵۳ء میں کیا اور اس کا دوسرا مرحلہ ۷/ستمبر ۱۹۷۴ء کو مکمل ہوا کہ بدترین گستاخان رسول قادیانیوں کو کم از کم مسلمانوں کی صف سے آئینی طور پر الگ کردیا گیا اور انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔ علماء کرام نے کہا کہ قادیانیوں نے پاکستان کے آئین کو آج تک تسلیم نہیں کیا اور وہ خود کو غیر مسلم اقلیت تسلیم کرنے سے گریزاں ہیں جو کہ ملکی آئین کی خلاف ورزی ہے، حکومت کو قادیانیوں کی اس آئینی خلاف ورزی پر نوٹس لینا چاہئے اور قادیانیوں کو آئین کا پابند بنانا چاہئے، قادیانیوں کی بھی سلامتی اس میں ہے کہ وہ پاکستان کے آئین کو مانتے ہوئے خود کو غیر مسلم تسلیم کریں، انہوں نے کہا کہ جس طرح ۶/ستمبر سرکاری سطح پر یوم دفاع کے طور پر منایا جاتا ہے، اسی طرح ۷/ستمبر کا دن بھی سرکاری سطح پر منایا جائے، بے شک ۶/ستمبر ملکی تاریخ کا اہم ترین دن ہے کہ اس دن پاک فوج کے کمانڈر جوانوں نے اپنے جسم سے بم باندھ کر بھارتی ٹینکوں کے نیچے گھس کر دشمنوں کو بھاگنے پر مجبور کردیا مگر ۷/ستمبر کا دن اس سے کہیں زیادہ اہمیت کا حامل ہے کہ اس دن ملک کی بلکہ پورے دین اسلام کی بنیاد کے تحفظ کا ایک باب مکمل ہوا اور ملک وملت کے غداروں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا، لہٰذا اس دن کو یوم دفاع ختم نبوت کے حوالے سے سرکاری سطح پر منایا جائے اور اس دن کے حوالے سے سینیٹ، قومی اور چاروں صوبائی اسمبلیوں میں پروگرام منعقد کئے جائیں، کنونشنز میں مقامی نائب امیر راؤ حاجی محمد جمیل، ناظم ڈاکٹر محمد خالد آرائیں، قاری ڈنی بخش لاشاری، خازن ماسٹر عبدالحکیم چانگ کے علاوہ سینئر ترین کارکن یار محمد ابڑو، حاجی محمد عمر جونیجو، دائم الدین ابڑو، محمد ہاشم بروہی، مستری منور علی، عبدالقیوم خان، حاجی قادر داد کھوسہ، ماسٹر خیر محمد کھوسہ، محمد محرم علی راجپوت، عبدالکریم بروہی، ثناء اللہ اعظم، مرید بلوچ، شیر محمد بلوچ سمیت تمام یوسی ممبران نے خصوصی شرکت کی۔ دریں اثنا حال ہی میں میرپورخاص میں ڈاکٹر منان قادیانی اور نواب شاہ میں یوسف قادیانی کی ہلاکت کے بعد سندھ بھر میں مجلس کے رہنماؤں سمیت تمام علماء کرام کے خلاف کریک ڈاؤن پر شدید ردعمل کا اظہار کرتے ہوئے حضرت احمد میاں حمادی نے کہا کہ مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کی شہادت پر ایک اعلیٰ پولیس افسر کا بیان قومی اخبارات میں چھپا کہ: ”مولانا لدھیانوی کے قتل میں قادیانی ملوث ہیں“، حکومت نے بجائے اس بیان پر نوٹس لے کر قادیانیوں کو گرفتار کرنے کے اس افسر کو برطرف کردیا، اس کے بعد بالترتیب مفتی نظام الدین شامزیؒ، مفتی محمد جمیل خانؒ، مولانا نذیر احمد تونسویؒ کو شہید کیا گیا جس پر حکومت نے کوئی نوٹس نہیں لیا اور اتنی حرکت میں نہیں آئی جتنی ان دو قادیانیوں کی ہلاکت پر حرکت میں آئی ہے۔ اس سے حکمران کیا تاثر دینا چاہتے ہیں؟ کیا پاکستان میں قادیانیوں یا ان کے حامیوں کی حکومت ہے؟ پاکستان میں مسلمانوں کی جان، مال، عزت وآبرو کی حفاظت کی حکومت ذمہ دار نہیں؟ آج تک مذکورہ علماء کرام کے قاتل کیوں نہیں پکڑے گئے؟ ان کے قتل کے مقدمات کی سماعت کی بجائے فائلیں زیر زمین دفن کردی گئیں؟ علامہ احمد میاں حمادی صاحب نے قادیانیوں کے قتل میں بے گناہوں کی گرفتاریوں کی شدید مذمت کرتے ہوئے کہا کہ گرفتار علماء کو جلد رہا کیا جائے، کیوں کوئی

مسلمان قادیانیوں کے قتل میں ملوث نہیں، قادیانیوں کا قتل ان کی ذاتی دشمنی کا نتیجہ ہے اور مسلم علماء کو قتل کرنے کی راہ ہموار کرنے کا گھناؤنا منصوبہ ہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت تشدد اور قتل و غارتگری پر یقین نہیں رکھتی، یہی وجہ ہے کہ مجلس نے سینکڑوں قادیانیوں اور دیگر گستاخانِ رسول کو بجائے قتل کرنے کے ان پر عدالتوں میں آئینی مقدمات درج کروا رکھے ہیں۔ مولانا حمادی نے مطالبہ کیا کہ شہدائے ختم نبوت مولانا نذیر احمد تونسویؒ، مفتی نظام الدین شامزیؒ، مفتی محمد جمیل خانؒ کے قاتلوں کو گرفتار کیا جائے، ان حضرات کا مجلس تحفظ ختم نبوت کے پلیٹ فارم سے قادیانیت کے خلاف جہاد میں نمایاں مقام تھا۔ کونشنز میں مطالبات کئے گئے کہ قادیانیوں کو آئین کا پابند اور امتناع قادیانیت لاء پر سختی سے عملدرآمد کرایا جائے۔ اندرون سندھ قادیانیوں کی بڑھتی ہوئی ارتدادی سرگرمیوں کو روکا جائے۔ ۷/ستمبر کو یوم دفاع ختم نبوت کے حوالے سے سرکاری سطح پر منایا جائے اور عام تعطیل کا اعلان کیا جائے۔ یوم دفاع ختم نبوت کے حوالے سے سینیٹ، قومی اور چاروں صوبائی اسمبلیوں میں پروگرامز منعقد کئے جائیں، قادیانیوں سمیت دیگر گستاخانِ رسول پر جتنے توہین رسالت، توہین قرآن اور امتناع قادیانیت آرڈی نینس کے مقدمات قادیانی حربوں کی وجہ سے التوا کا شکار ہیں انہیں سپریم کورٹ اپنے سوموٹو اختیارات استعمال کرتے ہوئے جلدی نمٹانے کا حکم دے، کونشنز میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیئے جانے پر ۱۹۵۳ء کے تیس ہزار شہدائے ختم نبوت سمیت قائد تحریک ختم نبوت حضرت امیر شریعت سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، مولانا محمد علی جالندھریؒ، مولانا محمد حیاتؒ، مولانا محمد شریف جالندھریؒ، مولانا خیر محمد جالندھریؒ، مفتی محمودؒ، مولانا غلام غوث ہزارویؒ، علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی، وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو، اٹارنی جنرل یحییٰ بختیار کو زبردست خراج تحسین پیش کیا۔

دس روزہ تحفظ ختم نبوت تربیتی کورس

کراچی..... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے زیر اہتمام حلقہ گلشن حدید فیز II میں دس روزہ تحفظ ختم نبوت تربیتی کورس بتاریخ ۲۱ تا ۲۹/رمضان المبارک ۱۴۲۹ھ بمطابق ۲۲ تا ۳۰/ستمبر ۲۰۰۸ء زیر سرپرستی حضرت مولانا محمد اکرم شاہ شیرازی خطیب جامع مسجد محمد، کے ای ایس سی کالونی منعقد ہوا جس میں مقامی حضرات نے بھرپور شرکت کی۔ رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں اعتکاف میں شریک ہونے والے ۱۲۳ افراد نے خاص طور پر اس کورس کے ذریعہ اپنے آپ کو محاذ تحفظ ختم نبوت کے لئے پیش کیا۔ پروگرام کا آغاز اکیسویں شب کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے مبلغ مولانا قاضی احسان احمد کے درس سے ہوا، مختلف اوقات میں قاضی صاحب کے تین درس ہوئے اس کے علاوہ مولانا محمد اکرم شاہ شیرازی، مولانا سلطان محمود، مولانا سلمان قیوم اور جناب عدنان شیخ نے درس دیئے۔ آئینہ قادیانیت (تالیف مولانا اللہ وسایا) سبقاً زیر تعلیم رہی جس سے کورس میں شریک احباب نے خوب استفادہ کیا، رب کریم تمام احباب کے تعاون کو قبول فرمائے خصوصاً جن دوستوں نے شرکاء کی شرکت کو یقینی بنایا اور مکمل دس دن اس کا اہتمام کیا اللہ تعالیٰ اس کورس کو نافع بنائے، کورس میں گلشن حدید فیز I، فیز II، بلیرٹی، لاشاری گوٹھ، کے ای ایس سی کالونی کے حضرات نے شرکت کی۔

اظہار تعزیت

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ٹنڈو آدم کے امیر حاجی محمد اسلم مغل طویل علالت کے بعد انتقال کر گئے، ان کی نماز جنازہ جوہر آباد قبرستان میں مجلس کے رہنما مفتی حفیظ الرحمٰن نے پڑھائی۔ حاجی محمد اسلم مغل، دین دار، علماء سے محبت و عقیدت رکھنے والے اور نہایت متقی انسان تھے، مجلس تحفظ ختم نبوت سے گہرا لگاؤ تھا، ان کا شہر میں ٹیوب ویل کا کاروبار تھا، جس میں وہ مساجد و مدارس کے ساتھ انتہائی رعایت کر کے اپنے لئے آخرت کا توشہ بنا گئے، ان کی نماز جنازہ میں مدینۃ العلوم کے شیخ الحدیث مفتی عبدالحی بلوچ، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ مولانا محمد راشد مدنی، مفتی محمد طاہر مکی حنفی، حافظ محمد زاہد حجازی، مقامی قائم مقام امیر حاجی راؤ محمد جمیل، ناظم ڈاکٹر محمد خالد آرائیں، قاری وتی بخش لاشاری، حافظ محمد فرقان انصاری، ماسٹر عبدالحکیم چانگ، یار محمد ابڑو، محمد ہاشم بروہی، عبدالکریم بروہی اور محمد محرم علی راجپوت سمیت سیاسی و سماجی معززین شہر نے شرکت کی۔ قارئین سے مرحوم کے لئے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

تعمیر مرکز و مسجد ختم نبوت اٹک

☆: عطیہ اراضی مسجد ختم نبوت سردار امجد خان صاحب۔
☆: ہال مسجد ختم نبوت، صحن مسجد، جائے وضو، تقریباً مکمل ہیں۔
☆: تعمیر میں عطیات دینے والے خوش نصیب حضرات کے لئے دعا گو ہیں۔

رابطہ کیلئے: مولانا قاضی محمد ابراہیم الحسینی
امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، فاروق اعظم کالونی گلی نمبر 4/5 اٹک
موبائل: 0300-5380055

عذابِ قبر کی تشریح

س:...... ہمارے شہر میں ایک صاحب پیش امام ہیں لوگوں کو نماز پڑھاتے ہیں اور عذاب قبر کے متعلق وہ اپنا عقیدہ یوں بیان کرتے ہیں کہ عذاب قبر حق ہے جو اس کو نہ مانے وہ کافر ہے لیکن قبر زمین کے اس مدفن کو (گڑھا) نہیں کہتے جس میں مردہ جسم کو دفن کیا جاتا ہے، وہاں روح کو ایک اور جسم مہیا کیا جاتا ہے جس کو جسد مثالی کہا جاتا ہے تو وہاں پر برزخی قبر روح اور مثالی جسد سے سوال نکیرین ہوتا ہے اور وہاں جزا وسزا کا سلسلہ قیامت تک جاری رہتا ہے باقی رہا جسد عنصری نہ تو اس کی طرف اعادہ روح ہوتا ہے اور نہ ہی روح کا اس سے کوئی علاقہ تعلق رہتا ہے اور نہ ہی اس سے سوال ہوتا ہے اور نہ ہی اس کو رنج وراحت ہوتی ہے اور نہ ہی اس میں کسی قسم کی حیات ہے بلکہ اس ارضی قبر میں پڑے جسد عنصری میں کسی قسم کی حیات ماننا اور روح کا تعلق ماننا قرآن وحدیث کے خلاف ہے۔ یہ ہے پیش امام صاحب کا عذاب قبر کے متعلق عقیدہ اور نظریہ، اب سوال یہ ہے کہ عذاب قبر کی تشریح صحیح ہے یا غلط؟ اہل سنت والجماعت کے عقیدے کے موافق ہے یا مخالف؟ کیا علمائے دیوبند کے نظریات اسی طرح ہیں اور اگر عذاب قبر کی یہ تشریح غلط ہے تو ایسے شخص کی اقتداء میں نمازیں ادا کرنا صحیح ہیں یا غلط؟ اگر اس کے پیچھے نماز ادا نہیں ہوتی تو جو نمازیں اب تک پڑھی جاچکی ہیں وہ واجب الاعادہ ہیں یا نہیں؟

نور محمد تونسوی قادری، ترنڈہ محمد پناہ

ج:...... قبر سے مراد از روئے قرآن و سنت یہی حسی اور ارضی مدفن اور گڑھا ہے جس میں مردہ کو دفن کیا جاتا ہے، اور اسی میں ثواب وعذاب ہوتا ہے اس کے دلائل تو بہت ہیں چند ایک ملاحظہ ہوں:

قرآن مجید میں متعدد بار مختلف آیات میں لفظ قبر کا ذکر آیا ہے اور وہاں قبر سے مراد یہی حسی ارضی گڑھا ہے جس میں میت کو دفن کرتے ہیں نہ کہ کوئی اور چیز، چنانچہ اس سلسلہ کی چند آیات پیش خدمت ہیں:

۱:...... ولا تصل علی احد منهم مات ابدا ولا تقم علی قبره۔ (توبہ:۸۴)

۲:...... وان الله يبعث من في القبور۔ (حج:۷)

۳:...... واذ القبور بعثرت۔ (انفطار:۴)

۴:...... من نطفة خلقه فقدره ثم السبيل يسره ثم اماته فاقبره۔ (عبس:۲۱)

۵:...... قد يئسوا من الآخرة كما يئس الكفار من اصحاب القبور۔ (ممتحنہ:۱۳)

۶:...... افلا يعلم اذا بعثر ما في القبور (عادیات:۹)

۷:...... الهاكم التكاثر حتى زرتم المقابر۔ (التکاثر:۲)

ان مذکورہ آیات میں اسی حسی زمینی قبر کا تذکرہ ہے، کسی فرضی یا برزخی قبر نام کی کوئی علامت نشانی یہاں نہیں پائی جاتی، اسی طرح کی چند احادیث ملاحظہ ہوں

۱:...... ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ان العبد اذا وضع في قبره وتولىٰ عنه اصحابه انه يسمع قرع نعالهم اتاه ملكان فيقعدانه۔ (بخاری، ج:۱، ص:۱۸۴)

ترجمہ: "مردہ کو اسی حسی ارضی قبر میں رکھا جاتا ہے، اس میں وہ لوٹنے والے لوگوں کے جوتوں کی آہٹ سنتا ہے، اسی میں اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں جو اسی قبر میں اسے بٹھاتے ہیں۔"

۲:...... خرج النبي صلى الله عليه وسلم وقد وجبت الشمس فسمع صوتا فقال! يهود تعذب في قبورها۔ (ایضاً)

ترجمہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہی قبروں سے عذاب کی آواز سن کر فرمایا تھا کہ یہود کو ان کی قبروں میں عذاب دیا جارہا ہے۔

۳:...... مر النبي صلى الله عليه وسلم علىٰ قبرين فقال انهما ليعذبان.... الخ (ایضاً)

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم انہی قبروں سے گزرے تھے اور انہی کے

بارے میں فرمایا تھا کہ ان کو عذاب ہو رہا ہے۔

۴:.....بینما النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی حائط لبنی النجار علیٰ بغلة له ونحن معه اذحادت به فکادت تلقیه واذا اقبر ستة او خمسة او اربعة .... فقال! ان ھذہ الامة تبتلی فی قبورھا فلولا ان لا تدافنوا لدعوت اللہ ان یسمعکم من عذاب القبر الذی اسمع منه...الخ

(مسلم ص:۳۸۶ ج:۲)

ترجمہ: اسی ظاہری ارضی قبر کے عذاب سے آپ کی سواری بدکی تھی اور انہی قبروں میں ان لوگوں کو عذاب دیا جارہا تھا اور انہی قبروں کے بارے میں فرمایا تھا کہ اگر یہ اندیشہ ہوتا کہ تم مردوں کو دفن کرنا چھوڑ دو گے تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا کہ قبر کا جو عذاب میں سن رہا ہوں وہ تمہیں بھی سنا دیتا۔

۵:.....السلام علیکم یا اھل القبور۔ (ترمذی ص:۱۲۵ ج:۱)

السلام علیکم دارِ قوم مومنین۔ (ابوداؤد ص:۱۰۵ ج:۲)

ترجمہ: انہی حسی ارضی قبور میں جانے والوں کو السلام علیکم کہنے کا حکم ہوا اور انہیں قبور کو دارِ قوم مومنین فرمایا گیا۔

بہر حال مذکورہ بالا نصوص کے برخلاف قبر کے بارے میں تاویلیں کرنا تقاضائے ایمان و انصاف کے خلاف ہے۔ لہٰذا جو شخص اس کے خلاف عقیدہ رکھتا ہے وہ ہمارے اکابر کے نزدیک گمراہ ہے، اس کی اقتداء میں نماز پڑھنا جائز نہیں، اس کی تقریر سننا جائز نہیں اور اس کے ساتھ کسی قسم کا تعلق روا نہیں۔

کتبہ:

مفتی عبدالقیوم دین پوری

الجواب صحیح:

مولانا سعید احمد جلال پوری

۱۴۲۹/۸/۱۳ھ

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

اصلاحی مواعظ ۸ جلدیں

حکیم العصر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ جہاں تصنیف و تالیف اور تحریر و انشاء کے امام تھے وہاں اللہ تعالیٰ نے آپؒ کو وعظ و تقریر اور زبان و بیان کے میدان میں بھی غیر معمولی صلاحیتوں سے نوازا تھا، آپ کے مواعظ و بیانات نہایت سادہ، موثر، عام فہم اور مسحور کن ہوتے تھے۔ اندازِ بیان میں ناصحانہ و مشفقانہ رنگ غالب ہوتا، مسلمانوں کی خیر خواہی کے جذبہ سے سرشار اور دل کی گہرائیوں سے نکلنے والے وہ موثر مواعظ و بیانات جن سے ہزاروں لوگوں کی زندگیوں میں انقلاب برپا ہوا۔ اور انہیں کیسٹ میں محفوظ کرلیا گیا تھا، ان میں سے تقریباً ۱۳۵ کیسٹوں سے ۸ ضخیم جلدوں میں اصلاحی مواعظ کا سیٹ تیار ہوا، جن میں تخریج کے ساتھ ساتھ قرآنی آیات اور احادیث مبارکہ پر اعراب کا خاص اہتمام کیا گیا ہے۔ علماء، طلبا، خطبا، مقررین، واعظین اور عوام الناس کے لئے بیش بہا خزانہ، مدارس اور لائبریریوں کی ضرورت، دوست واحباب اور بچیوں کو جہیز میں دینے کے لئے بہترین تحفہ، عمدہ کاغذ، بہترین جلد اور جاذب نظر ٹائٹل کے ساتھ نہایت مناسب قیمت پر دستیاب ہے۔ اپنے قریبی بک اسٹال سے طلب فرمائیں یا براہ راست ہم سے منگوائیں۔

علماء وطلباء کے لئے خصوصی رعایت

عام قیمت: *1680* روپے

ناشر: مکتبہ لدھیانوی 18-سلام کتب مارکیٹ بنوری ٹاؤن، کراچی

سیل: 0321-2115502, 0321-2115595

International Weekly Khatm-e-Nubuwwat Karachi Regd # ss-160

سلام زندہ باد — فرما گئے یہ ہادیٔ لا نبی بعدی — ختم نبوت زندہ باد

27 ویں دو روزہ سالانہ عظیم الشان

ختمِ نبوۃ کانفرنس

بمقام مسلم کالونی چناب نگر

زیرِ صدارت
حضرت مولانا خواجہ خواجگان قطب الاقطاب مخدوم المشائخ
خان محمد صاحب دامت برکاتہم
امیر مرکزیہ

مہمانِ خصوصی
حضرت مولانا ڈاکٹر استاذ المحدثین
عبدالرزاق اسکندر صاحب دامت برکاتہم
نائب امیر مرکزیہ

بتاریخ
30، 31 اکتوبر 2008
جمعرات - جمعۃ المبارک

عنوانات

- توحیدِ باری تعالیٰ
- سیرۃ خاتم الانبیاء
- مسئلہ ختمِ نبوۃ
- حیاتِ عیسیٰ علیہ السلام
- عظمتِ صحابہ و اہلِ بیت
- اتحادِ اُمت

اور ردِّ قادیانیت جیسے اہم موضوعات پر علماء، مشائخ، قائدین، دانشور اور قانون دان خطاب فرمائیں گے۔ اہلِ اسلام سے شرکت کی درخواست ہے۔

شعبہ نشر و اشاعت
عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت چناب نگر تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ

ملتان 061-4514122 چناب نگر 047-6212611